بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اللہ نزل احسن الحدیث (القرآن)

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور

مسلک اہل حدیث کا داعی

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان

بیاد حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد: 45 — ۲۹ ربیع الاول تا ۵ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ —— 31 جنوری تا 6 فروری 2014ء — شمارہ: 5

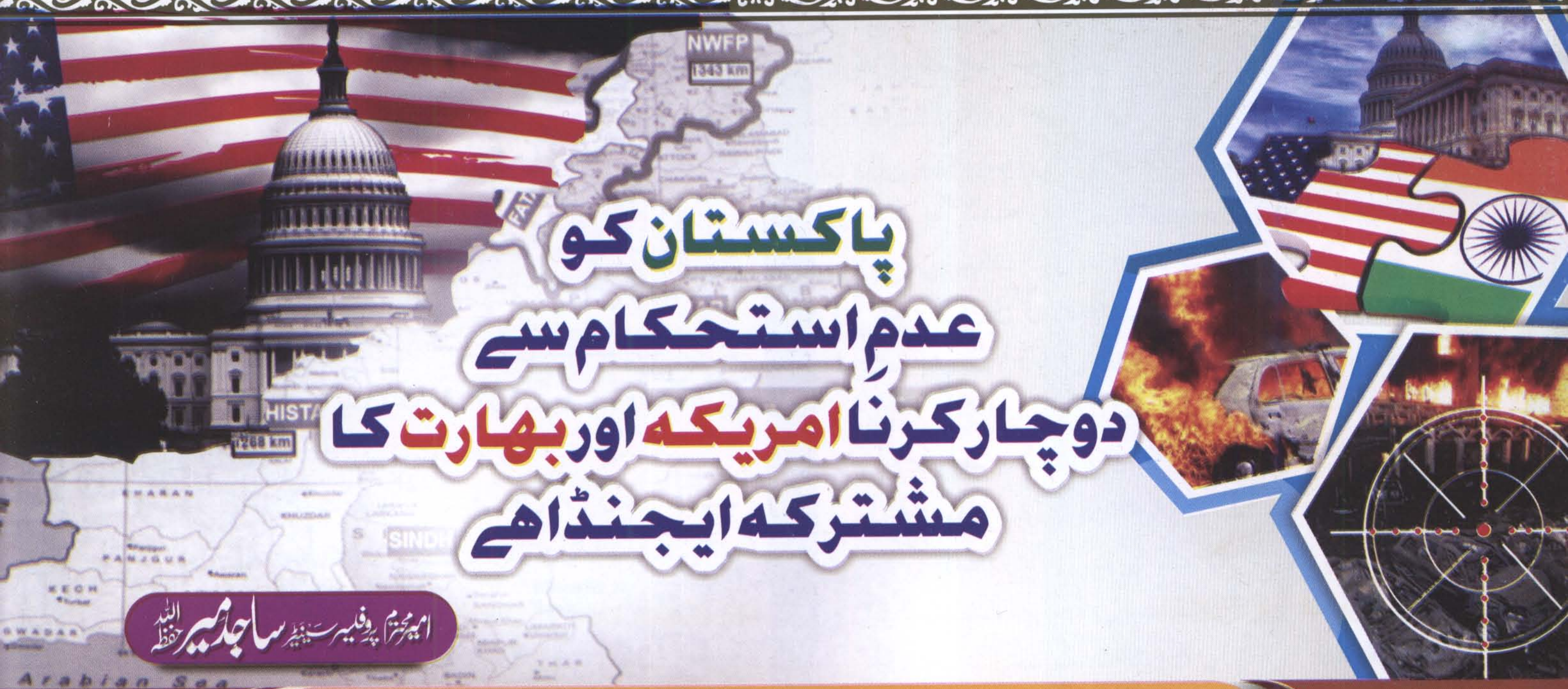

پاکستان کو عدمِ استحکام سے دوچار کرنا امریکہ اور بھارت کا مشترکہ ایجنڈا ہے

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ

تبلیغِ دین کیلئے اسلافِ کرام کی سرفروشیاں...؟؟

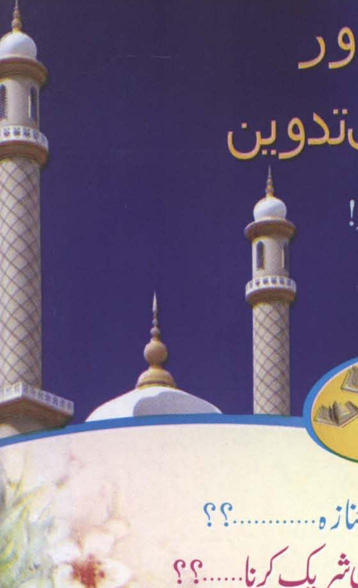

تاریخِ اہل حدیث اور تحریکِ ختمِ نبوّت کی تدوین

ڈاکٹر بہاء الدین حفظہ اللہ کا نادر علمی شاہکار!

قوانینِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کے اٹل قوانین کا مطالعہ باعثِ نصیحت و عبرت!

قرآن وسنت کی روشنی میں

- مقروض کی نمازِ جنازہ...........؟؟
- مرتد کو وراثت میں شریک کرنا......؟؟
- حادثہ میں مرنے والوں کی وراثت......؟؟

حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

درس قرآن

رحمت عالم کی بعثت کا مقصد

﴿وما ارسلنك الا رحمة للعالمين﴾

”اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿الرحمن علی العرش استوی﴾ یعنی رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔ گویا اللہ رب العزۃ والجلال کے اقتدار کی جو دائم بھی ہے مطلق بھی۔ نمایاں ترین صفت رحمت ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے: اللہ رب العزۃ والجلال کے عرش پر لکھا ہوا ہے ((ان رحمتی سبقت غضبی)) مری رحمت مرے غضب پر غالب ہے۔ اسی رحمت کو ہم ساری کائنات میں کارفرما دیکھتے ہیں۔ چنانچہ جب زمین مردہ ہونے لگتی ہے۔ درختوں کے پتے جھڑنے لگتے ہیں، گرم لو سے بدن جھلسنے لگتے ہیں۔ گلزار ہستی خزاں گزیدہ ہونے لگتا ہے تو یکا یک رحمت باری جوش میں آتی ہے۔ خوشگوار ہوائیں رحمت کا پیغام لاتی ہیں اور پھر ابر کرم آب حیات کی بوندیں برسانے آ پہنچتا ہے۔

”اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھاری بھاری بادل اٹھالاتی ہیں تو ہم ان کو مردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل مینہ برساتے ہیں پھر ہم مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔“ (الاعراف)

آج سے تقریباً پندرہ صدیاں پہلے دنیا کا یہی نقشہ تھا۔ ایک جہنم زار تھا جس سے انسانیت هل الى خروج من سبيل کی پیہم ندا لگا رہی تھی لیکن کوئی راستہ سجھائی نہ دیتا تھا۔ صداقت کا گلشن ویران تھا، عدالت شجر بے برگ و بار تھا۔ احسن تقویم میں پیدا ہونے والا انسان اسفل سافلین کی طرف لڑھک رہا تھا۔ سنت الٰہیہ کے مطابق رحمت باری جوش میں آئی، ایک عالم گیر گھٹا ظہور پذیر ہوئی جس نے آب حیات کی موسلا دھار بارش اس شان سے برسائی کہ کائنات وہستی کا گوشہ گوشہ شاداب ہوگیا۔ یہ ابر کرم حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے اور ہر رسول کی بعثت سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله﴾ (النساء)

ہم نے جو بھی رسول مبعوث فرمایا تو اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ پہلے رسول ایک خاص زمانے تک کیلئے تھے، ان کا اسوۂ حسنہ بھی باقی نہ رہا۔ حضور ختمی مرتبت رہتی دنیا تک کیلئے رسول ہیں۔ آپ ﷺ وہ سراج منیر ہیں جس کو غروب نہیں۔ اس لئے آپ کی ولادت باسعادت کا جشن منانے کا صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ اسوۂ حسنہ یعنی اسوۂ کاملہ پر عمل کیا جائے، یہی اس رحمت مھداہ سے مستفید ہونے کا واحد طریقہ ہے۔ سچ فرمایا آپ نے ((من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی)) جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے گویا جنت میں جانے سے انکار کردیا۔

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

درس حدیث

وضوء کے فرائض اور سنتیں

عن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ((قال رأيت عليا توضأ فغسل وجهه ثلاثا وغسل ذراعيه ثلاثا ومسح براسه واحدة وقال هكذا توضأ رسول الله ﷺ)) اخرجهٗ ابوداؤد۔ وعن عبدالله بن زيد بن عاصم ((في صفة وضوء رسول الله ﷺ ثم مسح رأسهٗ بيديه فاقبل بهما وادبر، بدأ بمقدم راسه ثم ذهب بهما الى قفاهٗ ثم ردهما حتى رجع الى المكان الذى بدأ منه ثم غسل رجليه))

”عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا انہوں نے وضو کیا پس انہوں نے اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا، اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح ایک مرتبہ کیا اور فرمایا: اس طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تھا۔ عبداللہ بن زید بن عاصم کی حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے وضوء کی صفت کے بارے میں بیان ہوا، پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کا مسح کیا۔ دونوں ہاتھ سر کے پہلے حصے یعنی پیشانی پر لگائے اور انہیں سر کے پیچھے تک لے گئے۔ سر کے شروع سے ابتداء کی پھر ان دونوں (ہاتھوں) کو سر کی پچھلی جانب گدّی تک لے گئے پھر ان دونوں (ہاتھوں) کو واپس لوٹایا یہاں تک کہ واپس لے آئے اس جگہ تک جہاں سے آغاز کیا تھا پھر اپنے پاؤں دھوئے۔“

وضوء کے چار فرائض ہیں: چہرہ، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا اور سر اور کانوں کا مسح کرنا۔ ہاتھ دھونا، کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور جھاڑنا اور ہر عضو وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنتیں ہیں۔ وضو کے لئے نیت کرنا پہلی شرط ہے۔ پاک اور غیر مستعمل پانی کا استعمال لازمی ہے۔ اعضاء وضو کو ایک ایک مرتبہ دھونا فرض ہے اور تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ تین مرتبہ سے زائد دھونے کی اجازت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر صحابہ کرام کو وضو کی تعلیم دی۔ ہر عضو کو کتنی بار دھویا جائے یہ حدیث سے ثابت ہے اور کہاں تک دھویا جائے اس کی وضاحت بھی موجود ہے۔ لہٰذا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور صحابہ کرام کو سکھایا اسی طرح کیا ہوا وضوء گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔ اگر اس میں تبدیلی کر لی جائے تو وہ وضو نماز کی قبولیت کا سبب بنتا ہے۔ اگر سنت کے مطابق ہے مگر ادائیگی درست نہیں یا صحیح ادائیگی ہے لیکن سنت کے مطابق نہیں تو ایسا عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے سر کا مسح کرنے کا طریقہ سکھایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے پیشانی سے شروع کرے اور پیچھے گدّی تک لے جائے اور وہاں سے دونوں ہاتھوں کو پیشانی تک لوٹائے پھر انہی گیلے ہاتھوں سے کانوں کا مسح کرے یا دوبارہ ہاتھ تر کر کے کانوں کا الگ مسح کرے۔ آپ ﷺ نے کسی جگہ بھی اپنے الٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرنے کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

www.ahlehadith.org

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف (راجووال) کا انتقال پرملال

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۴ جنوری ۲۰۱۴ء بروز منگل علی الصبح مولانا عنایت اللہ امین صاحب استاذ دارالحدیث راجووال کا فون آیا اور یہ المناک خبر دی کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ بھی بتایا کہ نماز جنازہ ایک بجے ادا کی جائے گی۔ یہ پیغام سننے کے بعد دیر تک اس سوچ میں رہا اور اس افسوسناک خبر نے انسان کی بے ثباتی کا نقش مجھ پر مزید گہرا کر دیا۔ جب کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ زندگی اور موت لازم وملزوم ہیں۔ اس عالم رنگ و بو میں سانس لینے والے ہر ذی روح کو ہر صورت موت سے دوچار ہونا ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر متنفس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ انسان کچھ بھی کرے موت سے کسی کو مفر نہیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: أَيْنَمَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آ پکڑے گی اگرچہ تم مضبوط برجوں میں ہو۔ صرف خالق کائنات اللہ رب العالمین کی ذات ہی لازوال اور ابدی ہے اس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ یعنی روئے زمین پر جو کچھ ہے سب کا سب فنا ہونے والا ہے صرف تیرے رب کی ذات جو صاحب عظمت واحسان ہے باقی رہے گی۔

مولانا مرحوم کئی ماہ سے چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ اگرچہ انہیں کوئی بڑا عارضہ نہ تھا صرف پیرانہ سالی کی وجہ سے نقاہت وکمزوری نے انہیں چارپائی سے جدا نہیں ہونے دیا۔ ۹۵ سال کی عمر میں ان کی وفات اور نماز جنازہ کے جم غفیر سے مجھے اندازہ ہوا کہ ان کی ذات میں کتنی چاہت تھی۔ کتنی بڑی دولت تھی، کتنا سایہ دار درخت تھی، جس کی چھاؤں میں ہزاروں طلبہ علم کی دولت سے فیض یاب ہوئے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی بے پایاں دینی، ملی، مسلکی جماعتی، تدریسی اور علمی خدمات کے ملک میں ایسے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں، جن کی یادیں فراموش نہ کی جا سکیں گی۔ مولانا مرحوم کی پوری زندگی سراپا عمل اور سراپا جدوجہد سے عبارت تھی۔ انہوں نے ہمیشہ جماعت کے ساتھ وفا اور نظم کے تقاضے پورے کئے اور قائدین کے حکم پر ہمیشہ لبیک کہا۔ اب ان کے صاحبزادے بھی اسی روایت کے امین ہیں۔ مولانا مرحوم مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ساہیوال کے امیر رہے، اب وہ ضلعی جمعیت اوکاڑا کے سرپرست تھے۔ مولانا صاحب سادہ اطوار، حلیم الطبع، منکسر المزاج، خوش اخلاق، مہمان نواز اور من تواضع لله رفعه الله کی صحیح تصویر تھے۔ ان کی چال ڈھال اور گفتگو سے انکساری کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ علم وعمل اور تقویٰ میں بھی ممتاز تھے۔ انہوں نے اپنی محنت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق وفضل سے کچی مسجد کو ایک عالی شان ادارے کی شکل دے دی۔ سچی بات یہ ہے کہ

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا ...... سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

مولانا مرحوم کے حالاتِ زندگی پر بہت کچھ لکھا جائے گا، اس لئے یہاں اختصار ہمارے پیش نظر ہے۔ مولانا مرحوم کا تعلق مشرقی پنجاب کے ضلع فیروزپور سے تھا۔ وہ ۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سومیاں جو ''اعوان'' کے نام سے معروف تھا' حاصل کی۔ پھر مختلف کتابیں مختلف مدارس میں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، حضرت مولانا عطاء اللہ لکھویؒ، حضرت مولانا نیک محمدؒ، حضرت مولانا محمد حسین ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ شہید بھوجیانیؒ اور حضرت مولانا عبدالستار دہلویؒ ایسے جید اساتذہ سے پڑھیں۔ ۱۹۴۴ء میں فارغ التحصیل ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ نے ۱۹۵۲ء میں راجووال ضلع اوکاڑہ میں دارالحدیث کمالیہ کے نام سے دارالعلوم قائم کیا جس کی بنیادی اینٹ حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ اور حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھی۔ اب یہ دارالعلوم، دارالحدیث الجامعۃ الکمالیہ کے نام سے معروف ہے۔ اس میں دینی وعصری تعلیم کا حسین امتزاج ہے۔ اس کی وسیع لائبریری میں ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ کمپیوٹر لیب بھی ہے۔ اس کی خوبصورت مسجد کئی میلوں سے دعوت دید دیتی ہے۔

مولانا صاحب کی وفات کی خبر سن کر ان کے ساتھ میرے تیس سال کے نیاز مندانہ تعلقات کی تاریخ ذہن

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
کائنات کے اٹل قوانین...... (خطبہ حرمؒ)	6
مصائب میں صبر کرنے والوں کا مقام	9
دعوت اسلام کیلئے اسلاف کرام کی سرفروشی	10
شیخ الحدیث مولانا محمد یوسفؒ	13
مسائل نماز قصر	16
تحریک ختم نبوت	18
تربیت اولاد...... چند گزارشات	21
منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل	23
علمی، فکری وتربیتی طلبہ کنونشن	24
اخبار الجماعۃ	25

ادارہ سے جملہ خط وکتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر مینجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	500/- روپے
ششماہی	300/- روپے
بذریعہ وی پی	535/- روپے
بیرونی ممالک سے	5500/- روپے
فی پرچہ	15/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

میں تازہ ہوگئی۔ میرا ان سے ابتدائی تعارف ۱۹۸۳ء میں ہوا۔ اس وقت ہفت روزہ الاسلام لاہور کا انتظامی دفتر جامعہ محمدیہ اہل حدیث چوک اہل حدیث گوجرانوالہ میں ہوا کرتا تھا اور میں اس کی ادارت کا فریضہ انجام دیتا تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ایک روز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ سے ملاقات کے لئے گوجرانوالہ تشریف لائے اور مجھے یہاں ہی ان سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہ میرے دفتر بھی تشریف لائے اور دیر تک ہمیں اپنی ہمنشینی سے ممنون فرمایا اور بڑی خوبصورت گفتگو فرمائی جس میں جماعتی غیرت اور مسلکی حمیت نمایاں تھی۔ میں نے انہیں بتایا کہ راقم الحروف، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے مشورہ اور تعاون سے الاسلام ڈائری ترتیب دے رہا ہے۔ اس میں دینی مدارس کا تعارف بھی ہوگا۔ انہوں نے اس کام کی تحسین فرمائی اور تعاون کا عندیہ دیا۔ انہوں نے ڈائری کے لئے چار پانچ اشتہارات بھیج دیئے پھر اچھی تعداد میں ڈائریاں بھی منگوائیں۔ یہ تعاون بحمداللہ تسلسل کے ساتھ اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ ان کے صاحبزادے جاری رکھیں گے۔

مولانا مرحوم لکھنے پڑھنے کا بڑا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ وہ کتابیں شائع کر کے افادۂ عام کے لئے فری تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ مجھے کئی بار راجووال جانے کا موقع ملا۔ مولانا مرحوم بھی ہمارے دفتر ۱۰۶ راوی روڈ تشریف لا کر ملاقات کا موقع دیتے۔ میں اپنے احباب کے ہمراہ ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ چارپائی پر لیٹے ہوئے اور چلنے سے معذور تھے۔ دیر تک میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے سے لگائے رکھا اور دعائیں دیتے رہے۔ پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن صاحب نے ''مسافرنوازی'' کے ساتھ دارالحدیث کا پورا وزٹ کروایا۔ اس کی مفصل رپورٹ اور میرے تاثرات ''اہل حدیث'' میں شائع ہو چکے ہیں، یہاں اعادے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ یعنی موت کے وقتِ مقررہ میں لحہ بھر کی تاخیر و تعجیل نہیں ہوسکتی۔ پھر موت، زندوں کے لئے ایک درس چھوڑ جاتی ہے کہ سبھی لوگ اس راہ کے مسافر ہیں اور انہیں سفر آخرت کے لئے زادِ راہ تیار کرنا چاہیے۔ ہم اس راہ کے نیک سیرت مسافر کو رحمان و رحیم کی رحمت کے حوالے کرنے کے لئے راجووال پہنچ گئے۔ پہلی نماز جنازہ مرحوم کے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن یوسف نے پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ میں شرکت کے لئے لوگ کشاں کشاں پہنچ رہے تھے۔ یہ نماز جنازہ پروفیسر حافظ ثناء اللہ صاحب نے پڑھائی۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا۔ بلاشبہ ہزاروں لوگ جنازے میں شریک ہوئے۔ سبھی لوگ اظہار تعزیت اور مرحوم کی ہمہ جہت خدمات کے لئے رطب اللسان تھے۔ سچی بات یہ ہے ۔

موت اس کی ہے کرے جس پر زمانہ افسوس ...... یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

تدفین کے وقت بھی قبر پر سیکڑوں احباب موجود تھے۔ دعاؤں اور بادیدہ نم انہیں رحمت باری کے سپرد کر دیا گیا۔ امید ہے فرشتے بھی یہ خوشخبری دیتے ہونگے يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِي ○ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ آمین!

ہم سب کی دعا ہے یہی ہاتھوں کو اٹھا کر ...... یا رب تو انہیں جنت الفردوس عطاء کر

امام کعبہ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن السدیس سے اظہار تعزیت

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی امام وخطیب خانہ کعبہ سماحۃ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس ﷾ سے ملاقات اور والد محترم کی وفات پر اظہار تعزیت۔ امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر کی طرف سے تعزیتی پیغام دیا۔

سعادة الدكتور / فضيلة الشيخ عبدالرحمن بن عبدالعزيز السديس / حفظه الله

امام الحرم المكى الشريف بمكة المكرمة

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته!

تلقينا ببالغ الحزن والاسى نبا وفاة والدكم الكريم "انا لله وانا اليه راجعون ان لله ما اخذ وله ما اعطى وكل شيء عنده باجل مسمى، اعظم الله اجرك واحسن عزاءك وغفر لميتك."

اننى شخصيا وجمعية اهل الحديث عامة تقدم خالص تعازيها وصادق مواساتها فى وفاة والدكم العزيز وتعرب عن بالغ حزنها وتاثرها الشديد وتسال الله العلى القدير ان يتغمد الفقيد بواسع رحمته ومغفرته ويسكنه فسيح جناته ويلهم اهله وذويه الصبر والسلوان. انه سميع قريب مجيب.

محبكم والداعى لكم

بروفيسور ساجد مير

الرئيس العام للجمعية

www.ahlehadith.org

احکام ومسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد ؒ مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

حادثہ میں مرنے والوں کی وراثت

سوال میرا بھائی، اس کی بیوی اور والدہ گاڑی میں جا رہے تھے، ان کا حادثہ ہو گیا اور اس حادثہ میں تینوں فوت ہو گئے، ایسی حالت میں ان کی وراثت کا کیا حکم ہے؟

جواب ایک سے زیادہ رشتہ دار کسی حادثہ میں اجتماعی طور پر فوت ہو جائیں اور ایک دوسرے کی موت کے متعلق علم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کس کو موت آئی، تو ایسی صورت میں مرنے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے بلکہ ان کے زندہ ورثاء ہی ان کے وارث قرار پائیں گے۔ جس طرح حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''حضرت ابوبکرؓ نے جنگ یمامہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طاعون عمواس میں فوت ہونے والوں کے متعلق حکم دیا کہ زندوں کو فوت شدہ کا وارث بنائیں اور ان کو آپس میں ایک دوسرے کا وارث نہ بنائیں۔'' (البیہقی ص ۲۲۲ ج ۲)

اس بناء پر صورت مسئولہ میں بھائی، بیوی اور والدہ تو ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے البتہ جو زندہ شرعی ورثاء ہیں ان کو وارث بنایا جائے گا اور ان کا ترکہ انہی میں تقسیم ہوگا۔ (واللہ اعلم)

مرتد کو وراثت دینا

سوال ہم چار بھائی ہیں، بدقسمتی سے ایک مرزائی ہو گیا ہے، اب ہمارے والد گرامی وفات پا چکے ہیں اور اس نے وراثت کا دعویٰ کر دیا ہے، اس سلسلہ میں ہمیں شرعی فتویٰ درکار ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں؟

جواب جو شخص ایمان لانے کے بعد دین اسلام سے برگشتہ ہو جائے اور ہوش وحواس کے ساتھ کلمہ کفر ادا کرنے لگے تو ایسے انسان کو مرتد کہا جاتا ہے۔ مرزائی بھی اس قسم کے مرتدین کا ٹولہ ہے۔ ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ حکومت پاکستان نے بھی انہیں قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا ہے۔ مسلمان رشتہ داروں کے یہ وارث نہیں بن سکتے اور اہل اسلام رشتہ داروں کو ان کے ترکہ سے کچھ نہیں لینا چاہیے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مسلمان کسی کافر کا اور کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔'' (صحیح بخاری' الفرائض: ۶۷۶۴)

امام بخاریؒ نے مزید وضاحت کی ہے کہ اگر کافر ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے اسلام قبول کر بھی لے تو بھی اسے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ مورث کی وفات کے وقت یہ کافر تھا۔ صورت مسئولہ میں مرزائی بیٹے کو مسلمان باپ کے ترکہ سے کچھ بھی نہیں ملے گا، شریعت اور قانون دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ مرتد کا مال خواہ اس نے حالت اسلام میں کمایا ہو یا حالت ارتداد میں' تمام بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

مسئلہ وصیت

سوال ہمارا بھائی لاولد فوت ہوا، مرنے سے پہلے اس نے وصیت کی تھی کہ میرا مکان کسی مسجد کو دے دیا جائے جبکہ مکان کے علاوہ اس کا مزید کوئی ترکہ نہیں۔ کیا اس قسم کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے؟؟

جواب جب انسان فوت ہوتا ہے تو اس کے ترکہ سے تین قسم کے حقوق نکال کر تقسیم کا مرحلہ شروع ہوتا ہے، وہ تین حقوق حسب ذیل ہیں:

☆ **کفن ودفن:** اگر کفن ودفن کا انتظام کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس کے ترکہ سے مناسب انداز میں کفن ودفن کا انتظام کیا جائے۔

☆ **ادائیگی قرض:** میت کے ذمے جتنا قرض ہو اسے ادا کیا جائے خواہ قرض کی ادائیگی میں سارا ترکہ صرف ہو جائے اور ورثاء کیلئے کچھ بھی نہ بچے۔

☆ **اس کے بعد میت کی جائز وصیت کو پورا کیا جائے۔** جائز وصیت کی درج ذیل تین شرائط ہیں:

(۱) وصیت' کسی وارث کے حق میں نہ ہو، جسے ترکہ سے حصہ ملنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ترکہ سے ہر حقدار کا حق مقرر کر کے اسے دے دیا ہے،

www.ahlehadith.org

اب کسی وارث کیلئے وصیت کرنا جائز نہیں۔ (ترمذی، الوصایا: ۲۱۲۰)

(ب) وصیت کسی صورت میں تہائی سے زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''اپنے مال سے ایک تہائی کی وصیت کر سکتے ہو لیکن تہائی حصہ بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔'' (بخاری، مناقب الانصار: ۳۹۳۶)

(ج) وہ وصیت کسی ناجائز اور حرام کام کیلئے نہ ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: ''نافرمانی کے کاموں میں کسی کی بات کو نہ مانا جائے کیونکہ اطاعت تو صرف اچھے اور نیکی کے کاموں میں ہوتی ہے۔ (بخاری، اخبار الآحاد: ۷۲۵۷)

صورت مسئولہ میں بھائی کی وصیت ایک تہائی سے زیادہ ہے، اس لئے اس پر عمل نہیں ہوگا بلکہ مکان کا تیسرا حصہ مسجد کو دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح کی ناجائز وصیت کی اصلاح ضروری ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جس کو اندیشہ ہو کہ وصیت کرنے والے نے کسی کی طرف ناجائز جھکاؤ یا قصداً کسی کی حق تلفی کی ہے تو پھر وہ معاملے سے تعلق رکھنے والوں کے درمیان اصلاح کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں۔'' (البقرہ: ۱۸۲)

لہٰذا اس وصیت کی اصلاح کر کے اسے قابل عمل بنایا جا سکتا ہے، مکمل وصیت پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ (واللہ اعلم)

خواب میں فوت شدہ کو بری حالت میں دیکھنا

سوال میرا چچا فوت ہوا، میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ خون آلود ہے، اس خواب کے بعد میں بہت پریشان رہتا ہوں۔ براہ کرم بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟

جواب خواب میں کسی فوت شدہ آدمی کو اچھی یا بری حالت میں دیکھا جا سکتا ہے، اگر فوت شدہ کو بری حالت میں دیکھا جائے تو یہ شیاطین کی طرف سے مثالی چیزیں ہیں کیونکہ شیطان کسی شخص کی مثال برے انداز میں پیش کر سکتا ہے تاکہ زندہ آدمی غمگین اور پریشان ہو۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، خواب تین طرح کے ہوتے ہیں:

☆ اچھا خواب اللہ کی طرف سے بشارت ہوتی ہے۔

☆ برا خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہوتا ہے۔

☆ کچھ خواب بندے کے اپنے اوہام و خیالات ہوتے ہیں۔

جب کوئی خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو اٹھ کھڑا ہو، نماز پڑھے اور اسے لوگوں میں بیان نہ کرے۔ (ابوداؤد، الادب: 5019)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اچھا خواب اللہ کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوکے پھر اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے بلاشبہ وہ اسے نقصان نہیں دے گا۔'' (بخاری، الرؤیا: ۶۹۸۴)

ایک تیسری حدیث میں ہے کہ برا خواب دیکھنے کی صورت میں اپنی کروٹ کو بدل لیا جائے۔ (ابوداود، الادب: ۵۰۲۲)

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ انسان جب کوئی برا خواب دیکھے تو اسے چار کام کرنے چاہئیں:

① تین دفعہ بائیں جانب تھوتھو کرے، ② تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے، ③ اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دے، ④ اپنی کروٹ بدل کر لیٹ جائے۔

صورت مسئولہ میں سائل نے اپنے چچا کو بری حالت میں دیکھا ہے، یہ خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ اس میں قطعاً یہ اشارہ نہیں کہ چچا کو اللہ کے ہاں عذاب ہو رہا ہے یا اسے کوئی سزا دی جا رہی ہے بلکہ یہ خواب شیطانی ہے۔ سائل کو چاہیے کہ ایسے خواب دیکھنے کے موقع پر درج بالا امور کو عمل میں لایا جائے۔ (واللہ اعلم)

مقروض کا جنازہ

سوال ہمارے ہاں ایک آدمی فوت ہوا جو انتہائی مقروض تھا، امام مسجد نے اس کا جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا، کیا مقروض کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے؟

جواب شروع اسلام میں ایسا ہی تھا کہ اگر مقروض، اپنے قرض کی ادائیگی کیلئے کچھ چھوڑ کر نہیں گیا تو اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ لیکن اسلامی حکومت مستحکم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئیں، میں ان کا سرپرست ہوں۔'' (بخاری، الاستقراض: ۲۳۹۹) مقروض، مسلمان ہے تو اس کا قرض ادا کرنا اسلامی حکمران کے ذمے ہے، وہ بیت المال سے ادا کرے۔ چونکہ وہ مسلمان ہے، اس لئے اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ صورت مسئولہ میں امام مسجد کا موقف مبنی بر حقیقت نہیں۔ (واللہ اعلم)

www.ahlehadith.org

کائنات کے اٹل قوانین کا مطالعہ عبرت اور نصیحت سے بھرپور ہے

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالباری الثبیتی حفظہ اللہ

مترجم — جناب حافظ محمد سرور — نظر ثانی — جناب حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

حمد و ثناء کے بعد! میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۰-۷۱)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو، اللہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اُس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کچھ طے شدہ ضوابط ہیں جو کائنات کی ہر چیز میں جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اسے ایک مضبوط نظام اور اٹل قوانین میں باندھ دیا ہے جن میں آپ کو کوئی بے قاعدگی اور خلل دکھائی نہیں دے گا۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر: ۴۹)

''ہم نے ہر چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

اللہ کے قوانین کی معرفت ضروری ہے، انہیں پڑھنا اور سمجھنا چاہیے کیونکہ ان کی معرفت دین کے ایک حصے کی معرفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ﴾ (النحل: ۹۸)

''ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کر دی ہے جو ہر چیز کی صاف صاف وضاحت کرنے والی ہے اور ہدایت و رحمت اور بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جنہوں نے سرتسلیم خم کر دیا ہے۔''

دنیا چند اصولوں پر قائم ہے۔ جو شخص ان اصولوں کو جاننے کی کوشش کرے گا، وہ اس بات کا اہل ہو جائے گا کہ ان کے اسباب کی موجودگی میں نتائج تک پہنچ سکے۔ سب سے اہم اور نفع مند علوم میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ کے ان قوانین کا علم حاصل کیا جائے جو انسان کی معرفت میں اضافہ کرتے ہیں، اسے قوت تسخیر سے ہمکنار کر کے اللہ کے منہج کے مطابق زمین آباد کرنے کے اہل بناتے اور اس کے شعور میں اضافہ کرتے ہیں۔

اللہ کے قوانین کے مطالعے سے مختلف واقعات کے پیچھے کارفرما حکمتیں واضح ہوتی ہیں۔ زندگی کے تمام شعبوں میں طاقت حاصل کرنے کے لیے اور دین و وطن کے دفاع کی خاطر ایسا کرنا ایک دینی ضرورت ہے۔ جبکہ اللہ کے قوانین کو سمجھنے میں غفلت برتنا زوال کے ان اسباب میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے مسلمان دیگر اقوام سے پیچھے ہیں۔ بلکہ عقل و شعور رکھنے والے لوگ اگر ان قوانین کے مطالعے میں کوتاہی کریں اور ان میں عبرت و نصیحت کا جو سامان مضمر ہے، اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو وہ قابل مذمت ہیں۔

جن لوگوں نے ہمارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ کفر کیا، اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ (التغابن: ۵-۶)

''کیا تمہیں اُن لوگوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے اس سے پہلے کفر کیا اور پھر اپنی شامت اعمال کا مزہ چکھ لیا؟ اور آگے اُن کے لیے ایک دردناک عذاب ہے۔ اس انجام کے مستحق وہ اس لیے ہوئے کہ اُن کے پاس اُن کے رسول کھلی کھلی دلیلیں اور نشانیاں لے کر آتے رہے، مگر انہوں نے کہا: کیا انسان ہمیں ہدایت دیں گے؟ اس طرح انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا، تب اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا اور اللہ تو ہے ہی بے نیاز اور اپنی ذات میں آپ محمود۔''

ان قوانین کا مطالعہ نصیحت اور عبرت سے بھرپور ہے یعنی اللہ کے ان اٹل قوانین میں غور و خوض کرنا جو اقوام و قبائل اور ملکوں میں جاری و ساری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ مِن قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ○ ثُمَّ جَعَلْنَاكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾ (یونس: ۱۳-۱۴)

''لوگو! تم سے پہلے کی قوموں کو (جو اپنے اپنے زمانہ میں برسر عروج تھیں) ہم نے ہلاک کر دیا جب انہوں نے ظلم کی روش اختیار کی اور اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔ اس طرح ہم مجرموں کو ان کے جرائم کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اب ان کے بعد ہم نے تم کو زمین میں ان کی جگہ دی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو؟''

قرآن لوگوں کو اللہ کے قوانین کی طرف لوٹاتا ہے، یہ عام اور مستقل قوانین ہیں، انہی کی رو سے کائنات میں جاری زندگی اللہ کے حکم کے مطابق چلتی ہے، یہ قوانین ہر حال میں نافذ ہوتے ہیں، یہ معاملات کو بے مقصد انداز سے نہیں چلنے دیتے، ان کی رو سے مستقبل میں وہی کچھ ہوتا ہے جو ماضی میں ہوا ہو۔ اسی طرح ماضی کے واقعات ان امور کا نقشہ ہیں جو مستقبل میں پیش آنے والے ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں سابقہ قوموں کے قصے بتائے ہیں اور ان کی بداعمالیوں کے سبب ان پر جو عذاب آئے، ان کی خبر دی ہے تاکہ ہم نصیحت پکڑیں، عبرت حاصل کریں اور ان جیسا کوئی کام نہ کریں تاکہ ہم پر وہ سب کچھ نہ آئے جو ان پر آیا۔''

﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ (الحشر: ۲)

www.ahlehadith.org

''اس لیے اے اہل دانش! عبرت حاصل کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ایک تہائی حصے میں قصے بیان کیے ہیں تا کہ مسلمان اللہ کے غیر متبدل قوانین کی معرفت حاصل کرلیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''تم یہ حکایات اِن کو سناتے رہو، شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔'' (الاعراف:۱۷۶)

اللہ کی کتاب میں مسلسل غوروخوض کرتے رہنے سے ہمیں ان قوانین کی بصیرت حاصل ہوتی ہے جو کائنات میں، نفس انسانی میں، گناہگاروں اور جھٹلانے والوں میں جاری وساری ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ﴾ (الانبیاء:۳۷)

''جلد ہی میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، اس لیے جلدی نہ مچاؤ۔''

تاریخ سب سے نمایاں میدان ہے جہاں اللہ کے اٹل قوانین کارفرما دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن کریم نے بھی تاریخ کے واقعات سے فائدہ اٹھانے کی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾ (آل عمران:۱۳۷)

''تم سے پہلے بہت سے دور گزر چکے ہیں، زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ اُن لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے (اللہ کے احکام وہدایات کو) جھٹلایا۔''

جو شخص تاریخ اور اس میں کارفرما اللہ تعالیٰ کے قوانین کی معرفت حاصل کرے اور اس کے پہلو میں سوچنے والا دل اور سر میں توجہ سے سننے والا کان ہو تو وہ پہلے لوگوں کی غلطیاں جان جائے گا اور اس کے لیے ان میں نصیحت کا سامان ہوگا۔ کیونکہ خوش بخت وہی ہے جسے دوسروں کے ساتھ نصیحت کی جائے۔ زمانہ ماضی، زمانہ حال میں کسی نہ کسی شکل میں ظاہر ہوتا رہے گا، جبکہ زمانہ حال بھی زمانہ مستقبل میں کوئی نہ کوئی صورت ضرور اختیار کرے گا۔

کچھ قوانین ایسے ہیں جو راہِ حق دکھاتے اور صراطِ مستقیم پر چلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (النساء:۲۶)

''اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اُن طریقوں کو واضح کرے اور اُنہی طریقوں پر تمہیں چلائے جن کی پیروی تم سے پہلے گزرے ہوئے صلحا کرتے تھے۔ وہ اپنی رحمت کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، اور وہ علیم بھی ہے اور دانا بھی۔''

جبکہ دوسری طرف کچھ فاسد قوانین ایسے ہیں جو باطل کی جانب لے جاتے اور ہلاکت کے راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ (ابراھیم:۲۸)

''تم نے دیکھا اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ کی نعمت پائی اور اُسے کفرانِ نعمت سے بدل ڈالا اور (اپنے ساتھ) اپنی قوم کو بھی ہلاکت کے گھر میں جھونک دیا۔''

جبکہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے اسلام میں کسی برے چلن کو رواج دیا، اس پر اس کا بھی گناہ ہوگا اور اس شخص کا بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے اور ان دونوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مسلم)

اللہ کے قوانین کی امتیازی خصوصیت پائیداری ہے، چنانچہ یہ اٹل اور ناقابل تغیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا﴾ (فاطر:۴۳)

''تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور تم کبھی نہ دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقررہ راستے سے کوئی طاقت پھیر سکتی ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ یہ کسی آوارہ یا ناکارہ کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ بغیر کوئی کوشش اور عمل کیے اپنے من کی مراد پالے۔ کیونکہ دنیا میں رائج اللہ کے قوانین مومن اور کافر کو بدلہ دینے میں فرق نہیں کرتے۔ جو قدم اٹھائے گا، بدلہ پالے گا اور جو بیٹھا رہے گا، محروم ٹھہرے گا۔ چنانچہ اس سے مومن کے اندر جذبۂ عمل پیدا ہوتا ہے تا کہ وہ زندگی میں رائج اللہ کے قوانین کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرے اور کامیابی وکامرانی اس کا مقدر بنے۔

اللہ کے قوانین سب پر یکساں انداز سے جاری ہیں۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی حالت کا اچھائی یا برائی میں تبدیل ہونا اس کی اپنی ہی کوشش اور چلن پر موقوف ہے۔

اللہ کے قوانین ہر اس آدمی کو اپنا پھل دیتے ہیں جو ان پر عمل کرے، ان کا حق ادا کرے اور ان پر کاربند رہے اگرچہ وہ مومن نہ بھی ہو البتہ کافر کے حق میں یہ قوانین صرف دنیوی زندگی کی حد تک محدود ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ○ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (ھود:۱۵-۱۶)

''جو لوگ بس اسی دنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے آگ کے سوا کچھ نہیں۔ (وہاں معلوم ہو جائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیامیٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ثابت ہوگا۔''

جو شخص اللہ کے قوانین کی مخالفت کرے اور زندگی میں اپنی خواہشات اور رغبتوں کے مطابق چلتا رہے تو یاد رہے کہ اللہ کے اٹل قوانین کسی کے ساتھ نرمی نہیں برتتے۔ ہمارا مسلمان ہونا اس بات کا ضامن نہیں کہ ہمارے افعال پر ہماری گرفت نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَّيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ مَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا﴾ (النساء:۱۲۳)

''انجام کار نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی برائی کرے گا اس کا پھل پائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ﴾ (القمر:۵۱)

''تم جیسے بہت سوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں، پھر ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا......؟''

www.ahlehadith.org

انبیاء کے بعد مخلوق کا برگزیدہ ترین طبقہ صحابہ کی جماعت ہے لیکن ان پر بھی اُحد میں جو آزمائش آئی، وہ سب کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ (شوریٰ:۳۰)

''تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔''

کیونکہ اللہ کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کسی کی قرابت داری نہیں، یہاں صرف فرمانبرداری اور تقویٰ کام آتا ہے۔

یہ بھی اللہ کا قانون ہے کہ اللہ کے منہج سے روگردانی کرنا اللہ کی پکڑ اور وسائل میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ اب جو آدمی کوشش اور ہمت سے کام لے گا اس کے لیے خزانوں کے منہ کھول دیے جائیں گے اور جو بیٹھا رہے گا اور سستی اپنائے گا اسے فاقہ کشی، قحط سالی اور محرومی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''قرآن مجید کا سب سے پہلے اترنے والا حصہ آخری چار پاروں کی ایک سورت تھی، جس میں جنت اور دوزخ کا ذکر تھا حتی کہ جب لوگ اسلام کی جانب کچھ مائل ہوگئے تو پھر حلال اور حرام کے مسائل نازل ہوئے۔ اگر ابتداء ہی میں یہ حکم نازل ہو جاتا کہ ''شراب نہ پیو'' تو وہ ضرور یہی کہتے کہ ''ہم شراب ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح اگر پہلے ہی مرحلے میں یہ کہہ دیا جاتا کہ ''زنا نہ کرو'' تو وہ جواب دیتے کہ ''ہم زنا ہرگز نہ چھوڑیں گے۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایک بیٹا عبدالملک تھا، اس نے اپنے والد کے سامنے اس بات پر برہمی کا اظہار کیا کہ وہ بے راہ روی اور مظالم کے اثرات مٹانے میں جلد بازی سے کام کیوں نہیں لے رہے؟ وہ انہیں کہنے لگا کہ ابا جان! آپ اپنے احکام نافذ کیوں نہیں فرما رہے؟ اللہ کی قسم! اگر حق کی پاداش میں مجھے اور آپ کو مصائب جھیلنے پڑیں تو مجھے کوئی پروا نہیں۔ تو فقاہت سے بہرہ مند باپ نے اسے جواب دیا کہ بیٹے! جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرو، اللہ نے بھی قرآن مجید میں پہلے دو بار شراب کی مذمت بیان کی اور پھر تیسری مرتبہ اسے حرام قرار دیا تھا۔ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگوں کو یک لخت حق پر مجبور کرنے کی وجہ سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سب اسے چھوڑ بیٹھیں، اس طرح یہی جلد بازی فتنے کی بنیاد بن جائے۔

یہ بھی اللہ کا قانون ہے کہ روز قیامت تک ایک ایسا مومن گروہ ضرور موجود رہے گا جو اللہ کے دین سے چمٹا رہے گا اور کسی انحراف سے آلودہ نہیں ہوگا۔ لوگوں کی نظروں میں بھلے ہی وہ بے وقعت لوگ ہوں لیکن آخرت میں لگائی جانے والی میزان میں وہ بڑے بھاری نکلیں گے۔ اسی طرح آزمائش میں ڈالنا بھی اللہ کا قانون ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَن يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾ (العنکبوت:۲-۳)

کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہ جائے؟ حالاں کہ ہم اُن سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون۔''

مومن کو تب تک قوت و طاقت عطا نہیں کی جاتی جب تک اسے آزما نہ لیا جائے، آزمائش دراصل تربیت، ارتقاء، تطہیر اور کھرے کھوٹے کی جانچ کا ایک ذریعہ ہے۔ لوگوں کو زمین میں اس بناء پر شوکت عطا نہیں کی جاتی کہ وہ کسی مومن قوم کی اولاد ہیں بلکہ اس بنا پر دی جاتی ہے کہ وہ خود مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم کو یوں فرمایا کہ:

﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ (البقرۃ:۱۲۴)

''میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں۔''

تو انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی اولاد کو بھی اسی نعمت سے نوازا جائے، اس پر اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا کہ:

﴿قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (البقرۃ:۱۲۴)

''میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں۔''

اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کو زمین میں قوت تبھی عطا کی جاتی ہے جب وہ اپنے دین کے راستے پر برابر گامزن ہوں۔

حق اور باطل کا ٹکراؤ بھی اللہ کا قانون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾ (البقرۃ:۲۵۱)

''اللہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا، تو زمین کا نظام بگڑ جاتا۔''

یوں اللہ تعالیٰ اہل حق کے ذریعے اہل باطل کو دباتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اللہ کا ضابطہ ہے کہ باطل کا ایک وار ہوتا ہے تو حق کے کئی وار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر مسلط نہیں ہونے دیتا۔ فرمایا:

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾ (النساء:۱۴۱)

''اللہ نے کافروں کے لیے مسلمانوں پر غالب آنے کی ہرگز کوئی سبیل نہیں رکھی۔''

بالآخر غلبہ حق ہی کو ملتا ہے اگرچہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ﴾ (الرعد:۱۷)

اس مثال سے اللہ حق اور باطل کے معاملے کو واضح کرتا ہے، جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے اور جو چیز انسانوں کے لیے نافع ہے وہ زمین میں ٹھہر جاتی ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ مثالوں سے اپنی بات سمجھاتا ہے۔''

اسی طرح یہ بھی اللہ کا ضابطہ ہے کہ جب کافر اپنے کفر میں حد سے بڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مہلت دیتے ہوئے ان کے لیے تمام دروازے کھول دیتا ہے تاکہ وہ خوب جی بھر کر گناہ کما لیں اور قیامت کے دن اپنے گناہوں کا پورا پورا خمیازہ بھگتیں، فرمایا:

﴿إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (آل عمران:۱۷۸)

''یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب گناہ سمیٹ لیں، پھر اُن کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔''

باقی صفحہ 20 پر

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

مصائب میں صبر کرنے والوں کا مقام

تحریر: جناب ڈاکٹر سجاد الٰہی

ہر انسان مشکلات اور مصائب کا شکار ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں۔ جسے آفات اور مشکلات نے نہ گھیرا ہو۔ کوئی مشکلات کے گرداب میں پورے کا پورا پھنسا ہے اور کوئی کم، اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو صبر اور عزم کے ساتھ مصائب کا سامنا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکن بہت سے مسلمان مشکلات سے دل برداشتہ ہو کر صبر کا دامن چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ مصائب کا مقابلہ ٹھیک طریقے سے نہیں کر سکتے۔ مزید یہ کہ وہ صبر کا ثواب حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر صبر کرنے والوں کے متعلق متعدد انعامات کا ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ۱۲ انعامات کا ذکر کیا جا رہا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کے لیے ایک آیت میں ہی تین انعامات کو یکجا کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرۃ:۱۵۵-۱۵۷)

''صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجئے، جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور (صبر کرنے والوں پر) ان کے رب کی نوازشیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

(۲) صبر کرنے والا انبیاء اور رسولوں کی بے شمار اعلیٰ صفات میں سے ایک صفت کو پالیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ، نبی کریم ﷺ سے فرماتے ہیں: ''پس (اے پیغمبر!) تم ایسا صبر کرو، جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔''

(۳) صبر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ صبر کرنے والا بلند و بالا ہمت کا مالک ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔''

(۴) دین میں آنے والے مصائب پر صبر کرنے والے قیامت کے دن جنت میں بلند درجات کو پالیں گے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہی (پچھلی آیت میں مذکور) وہ لوگ ہیں، جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت میں بالا خانے دیئے جائیں گے، وہاں انہیں دعا سلام پہنچایا جائے گا۔

(۵) صبر کرنے والا کسی پر احسان نہیں کرتا، بلکہ اس کا صبر کرنا اس کے اپنے ہی فائدے کے لیے ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اگر (تم) بدلہ بھی لو، تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا جائے اور اگر تم صبر کرلو، تو بے شک صبر کرنے والوں کے لیے یہی بہتر ہے۔''

(۶) صبر صادق ان صفات میں سے ایک صفت ہے جو انسان کو امامت کے درجات تک پہنچا سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور جب ان لوگوں (بنی اسرائیل) نے (مصائب کے آنے پر) صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے۔

(۷) صبر کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی محبت سے نواز دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

(۸) صبر کرنے والے مصائب اور مشکلات میں اکیلے نہیں رہتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے حامی اور مددگار بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اور صبر کرو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

(۹) صبر کرنا اتنا عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عمل کا بے حد و حساب اجر ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور صبر کرنے والوں کو بے حد و حساب اجر دیا جاتا ہے۔''

(۱۰) صبر کرنے والے صرف صابر ہی نہیں کہلاتے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سچ بولنے والوں اور متقی لوگوں میں شمار کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور جو لوگ (متعدد اعلیٰ صفات کے ساتھ ساتھ) تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرتے ہیں، یہی سچے اور متقی لوگ ہیں۔

(۱۱) صبر کرنے والے صرف خود ہی نہیں جنت میں داخل ہوں گے، بلکہ ان کے ساتھ ان کے نیکوکار والدین، بیویاں اور بچے بھی جنت میں جائیں گے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور وہ لوگ اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر کرتے ہیں (اس کے بعد ان کی متعدد صفات کا ذکر کیا، پھر فرمایا) ان ہی کے لیے عاقبت کا گھر ہے۔ ان کے رہنے کے لیے باغات ہیں، جہاں یہ خود جائیں گے اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو نیکوکار ہوں گے۔ ان کے پاس فرشتے ہر دروازے سے آئیں گے (اور) کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ صبر کے بدلے دار آخرت کا (یہ) کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔

(۱۲) بدی کا بدلہ نیکی سے دینا بہت اعلیٰ صفت ہے اور یہ صفت انہی لوگوں میں پائی جاتی ہے جو صبر کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ برائی کو بھلائی سے رفع دفع کرو، پھر وہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے۔ وہ تمہارے دلی دوست جیسا ہو جائے گا اور یہ بات (صفت) انہی کو نصیب ہوتی ہے جو صبر کریں، اسے سوائے بڑے نصیب والوں کے کوئی نہیں پا سکتا۔''

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مشکلات کے آنے پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

☆☆☆☆☆

www.ahlehadith.org

دعوت اسلام کے لئے اسلاف کرام کی سرفروشی

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد، ریاض

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا تھا کہ قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے۔ جب مسلمانوں نے قرآن کریم سے تعلق جوڑا، اس کی تلاوت کی، اس کے معانی پر تدبر کیا اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوئے تو کیا نتیجہ نکلا؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی بے مثل عزت، عظمت، عروج اور غلبہ عطا فرمایا جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ ان کے پاس زیادہ اسلحہ نہ تھا، جدید ٹیکنالوجی نہیں تھی، دنیا کی دیگر نعمتیں بھی میسر نہ تھیں، مگر ان کا زبردست جذبۂ جہاد بے پایاں اور ناقابل تسخیر تھا۔

غارِ حرا سے نکلنے والا چشمۂ فیض پورے عرب کی آبیاری کر چکا تھا۔ اس کے فیوض و برکات سے لوگ خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ منکرینِ حق بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سچ ثابت ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ قرآن کی بدولت قوموں کو کتنا عروج نصیب ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا لشکر، عدل و انصاف اور ہدایت کا نور لے کر عراق کی حدود میں داخل ہوتا ہے تاکہ یہاں کی خلقت بھی اللہ کی رحمت کے سائے تلے آجائے۔ مگر ان کا ایک ازلی دشمن کسریٰ ان کے آڑے آجاتا ہے۔ ان کا راستہ پوری قوت اور جاہ و جلال سے روکتا ہے۔ ان دو گروہوں کا اختلاف بڑا عجیب ہے۔ مسلمانوں کے لئے دنیا ہیچ ہے۔ نہ کرسی کا جھگڑا ہے، نہ اقتدار کی خواہش ہے، نہ جوع الارض ہے، نہ اپنی حدود بڑھانے کا جنون ہے۔ اختلاف صرف نظریاتی بنیاد پر ہے۔ ایک گروہ اکیلے رب ذوالجلال کے سامنے اپنی پیشانی جھکانے والا ہے اور دوسرا جھوٹے معبودوں کو پوجنے والا ہے۔ ایک کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ ہی اکیلا رب ہے، وحدہ لاشریک ہے۔ الحی القیوم ہے۔ وہی نفع و نقصان کا مالک ہے۔ تمام طاقتوں کا خازن ہے۔ غالب و بالا ہے۔ ہر قسم کی ثناء اور تعریف کے لائق ہے۔ تمام بھلائیوں کا مالک ہے۔ یہ صرف اسی کے سامنے التجا کے لئے ہاتھ اٹھانے والے ہیں اور دوسری طرف اپنے آباء و اجداد کے ورثے پر ناز کرنے والے آگ کے پجاری ہیں۔ یہ دونوں گروہ قادسیہ کے میدان میں ایک دوسرے کے مقابل آ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صفیں باندھے کھڑے ہیں، یہ شہادت کے متوالے ہیں، جذبہ جہاد سے سرشار ہیں، یہ اپنی مرضی سے یہاں آئے ہیں، بغیر کسی جبر اور اکراہ کے آئے ہیں، زادِ راہ کی کمی ہے، مگر ایمانی جذبہ بے پایاں ہے۔ ان مجاہدین کے کیا کہنے! یہ دن بھر گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر اپنی تیغ بے دریغ سے اللہ کے دشمنوں کا صفایا کرتے تھے، اور جب رات کی رانی اترتی تھی تو انہیں اپنے رب کی یاد مصلے پر اس طرح گھیر لاتی تھی جس طرح بنات البحر مچھلیوں کو گھیر لاتی ہیں۔

ان مجاہدین کے ساتھ کچھ خواتین بھی آئی ہیں، اپنے بھائیوں یا اپنے خاوندوں کے ساتھ، زخمیوں کو پانی پلانے کیلئے، ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کیلئے، بہادروں کا حوصلہ اور زیادہ بڑھانے کے لیے، یہ عفت مآب خواتین میدانِ کارزار میں اتر آئی ہیں۔ اس گروہ کی شان نرالی ہے۔ اس کا ہر ہر فرد ہر دور میں اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے، اسلام کو غالب کرنے کے لئے، کفر کو مغلوب دیکھنے کے لئے بھوک و پیاس کی حالت میں بھی لڑتا ہے۔ پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ تھکاوٹ کا غلبہ ہے مگر یہ پھر بھی فرضِ جہاد انجام دے رہا ہے اور زبانِ حال سے کہہ رہا ہے:

بڑھا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

مریض ہے تو وہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہے، تپتے ہوئے صحرا کی وسعتوں میں بھی پیچھے نہیں ہٹتا، میدان ہو یا جنگل، سخت گرمی ہو یا برف پوش وادیوں میں معرکہ درپیش ہو۔ ایشیاء ہو، یورپ ہو یا افریقہ کے جنگلات ہوں۔ دشمن کی ٹڈی دل فوجیں ہوں یا سمندر کی موجیں ہوں۔ یہ ہر حالت میں اللہ کی خاطر اس کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا۔ نوجوان ہے یا بوڑھا، بس ایک ہی تمنا سے سرشار ہے کہ شہادت...... شہادت!!! بس اس کی ساری طلب اور تڑپ یہ ہے کہ میدان جہاد میں اللہ کے حضور ان کی جان کی قربانی قبول ہو جائے، یعنی:

سر ہو تری چوکھٹ پر اور جان نکل جائے
مرنا تو مسلم ہے، ارمان نکل جائے

ان کے مقابل جو دوسرا گروہ ہے اس کی تعداد چار گنا زیادہ ہے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر ہے۔ یہ لشکر منظم بھی ہے، مرتب بھی ہے، ہر سپاہی کے لئے کھانے پینے کی وافر چیزیں ہیں۔ آہن پوش لباس ہے، اسلحہ ہے، دنیاوی مال و متاع کے ڈھیر ہیں، تمام وسائل مہیا ہیں۔ لوگوں کو گرویدہ بنانے کے لئے مال لٹایا جا رہا ہے۔ ان کے پاس ہر چیز موجود ہے، ہر سہولت میسر ہے، ہر نعمت کی بہتات ہے، بس ایک چیز کا فقدان ہے۔ وہ یہ کہ ان کا رشتہ اپنے رب کے ساتھ نہیں۔ نہ رب تعالیٰ کا ان لوگوں سے کوئی تعلق ہے۔

اہل فارس کی طرف سے حضرت سعدؓ سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اپنا ایلچی بھیج دیجئے! تاکہ وہ ہم سے گفتگو کرے، ہمیں بتائے کہ تم لوگ یہاں کیا لینے آئے ہو اور تمہارے کیا مقاصد ہیں؟ پھر ایک شخصیت کا انتخاب ہوتا ہے اور وہ ہیں مغیرہ بن شعبہؓ۔ تاریخی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی طرف سے دوبار سفارت بھیجی گئی۔ ایک بار ربعی بن عامرؓ گئے اور دوسری بار مغیرہ بن شعبہؓ۔ (واللہ اعلم)

سادگی اور خودداری کے پیکر مغیرہ بن شعبہؓ کے استقبال کے لئے کسریٰ کے جرنیل رستم کے دربار میں خیمے سجائے جا رہے ہیں۔ ریشم و کمخواب کی چادریں اور بیش قیمت پردے لہرائے جا رہے ہیں۔ قالین بچھائے جا رہے ہیں، زرق برق لباس میں ملبوس درباری جا بجا ٹاپتے پھر رہے ہیں۔

ادھر مغیرہ بن شعبہؓ پیوند لگے لباس میں چلے آرہے ہیں۔ تلوار کے لئے نیام تک نہیں، اس پر چیتھڑے لپیٹ رکھے ہیں۔ دروازے پر دربان نے انہیں روکا۔ نیا لباس پیش کیا اور تلوار اپنے پاس رکھ لینا چاہی، فرمایا: جس حالت میں آیا ہوں اسی حالت میں تمہارے جرنیل سے ملوں گا، لباس تبدیل کروں گا نہ اپنی تلوار تمہارے حوالے کروں گا۔ رستم نے کہا: مسلمانوں کا سفیر جس طرح بھی

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

آنا چاہے آنے دو۔ یہ اپنی تلوار کی نوک قالینوں میں چبھوتے ریشمی پردوں پر حقارت کی نظر ڈالتے ہوئے نہایت بے پرواہی اور شانِ بے نیاز سے آگے بڑھتے ہیں۔ رستم کے تخت پر جا کر بے نیازی سے آگے بڑھتے ہیں۔ رستم کے تخت پر جا کر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ درباریوں نے آپس میں کھسر پھسر شروع کر دی کہ یہ کتنا گستاخ ہے، کس قدر بے باک ہے۔ تہذیب سے نابلد ہے، یہ جاہل عرب ہوتے ہی ایسے ہیں۔ اسی دوران اچانک مغیرہ بن شعبہؓ نے بادشاہوں جیسے پرُجلال لہجے میں کہا: اے عجم کے لوگو! ہم تمہارے بارے میں بڑے وہم کا شکار تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ تم نہایت ذہین، ہوشیار اور گہری سوچ وفکر کے مالک ہو گے اور تمہاری قیادت کے پاس کرنے کیلئے بہت کام ہوگا، مگر آج تمہارے پاس آ کر اندازہ ہوا کہ تم میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں، ہمارا امیر تو مصروف ترین شخص اور مسلسل کام کرنے والا انسان ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں حکمرانی میں عیش و آرام اور راحت وفراغت والی کوئی بات نہیں۔

رستم کے لئے یہ انداز، یہ تیور اور یہ بے خوفی بڑی انوکھی چیز تھی، اس کا تصور یہی تھا کہ یہ عرب بھوکے ننگے اور بڑے کمزور ہیں، انہیں تھوڑی سی دولت کی چمک دکھا کر خریدا جا سکتا ہے۔

رستم، مغیرہؓ سے مخاطب ہوا، اے مسلمانوں کے سفیر! تمہاری خراب مالی حالت کا ہمیں خوب اندازہ ہے، تمہارا ملک دنیا کے غریب ترین ملکوں میں سے ہے۔ تم قلاش لوگ ہو، تمہارا لباس اور حلیہ اس کا واضح ثبوت ہے۔ میں تم لوگوں پر رحم کرتے ہوئے تمہارے ہر نوجوان کو غلہ، گندم اور کھجور وافر مقدار میں دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ ایک اونٹ جس قدر مال کا بوجھ اٹھا سکتا ہے وہ تمہارے ہر ساتھی کو ملے گا اور ہاں، یہ بھی سن لو! یہ تم نے جو ہمارے مقابلے میں آنے کی جرأت کی ہے، اس حماقت پر ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔

حضرت مغیرہؓ نے کڑک کر کہا: اے رستم! تم نے ہمارے فقر و فاقہ اور ہماری حالت کا جو ذکر کیا ہے وہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ بلاشبہ ہم فقیر ترین قوم تھے۔ بھوک کے مارے بلکتے تھے، جو ملتا تھا کھا لیتے تھے۔ جہالت اور گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے، اپنے عزیزوں کو قتل کر دیتے تھے۔ ان کا مال ہڑپ کر لیتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ جیسی بے مثل شخصیت سے نوازا، انہوں نے سیدھی راہ اور خیر کے دروازوں کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی۔ اس کی بدولت ہمارے دلوں میں نفرتوں کے سوتے خشک ہو گئے اور انکی جگہ محبت کے چشمے ابلنے لگے۔

رستم نے حقارت سے مغیرہؓ کی تلوار کی طرف دیکھا اور کہا: کیا تم اس ٹین کے ٹکڑے پر بھروسا کرتے ہو؟ اس پر تو میان تک موجود نہیں۔ درباری کو اشارہ کیا، اس نے بڑی خوبصورت مرصع تلوار پیش کر دی۔ رستم نے حضرت مغیرہؓ سے کہا: اپنی تلوار کے بدلے یہ شمشیر لے لو!

مغیرہؓ نے اپنی تلوار لہرائی، جو بجلی کی طرح کوندنے لگی، انہوں نے اپنی تلوار ایرانی تلوار پر اتنے زور سے ماری کہ مرصع تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اب آپ نے رستم سے مخاطب ہو کر کہا: اچھی طرح سن لو! صرف تین راستے ہیں: اسلام قبول کر لو یا جزیہ دینے پر آمادہ ہو جاؤ ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

رستم نے جزیے کا نام سنا تو بھڑک اٹھا اور حضرت مغیرہؓ کی طرف دیکھ کر کہا: تم نے بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، اگر تم سفیر نہ ہوتے تو قتل کر دیئے جاتے، اب سن لو! کل کا دن...... ہاں کل کے دن کا انتظار کرو، میں تم سب کو نیست و نابود کر ڈالوں گا۔

اگلے دن معرکہ خیر و شر کا آغاز ہوا، ایرانی اپنے ساتھ ہاتھی لے کر آئے تھے، جس طرح آج ٹینک سوار محفوظ سمجھے جاتے ہیں، اسی طرح اس زمانے میں ہاتھی سوار بڑے محفوظ تھے۔ وہ آگے بڑھتے چلے آئے۔ مسلمانوں کا نقصان ہو رہا تھا، وہ سوچ رہے تھے کہ ہاتھیوں کو کیسے روکا جائے؟ بالآخر مجاہدین اسلام آگے بڑھتے ہیں، ہاتھیوں کی سونڈیں تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔ ہاتھی چیختے چنگھاڑتے ہیں، پیچھے مڑ جاتے ہیں۔ اب ایرانی روندے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف ایرانیوں کی سازش دھری کی دھری رہ گئی، اللہ کا وعدہ ہمیشہ کی طرح سچا ثابت ہوا۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اس روز عرق النساء یعنی ٹانگ کے شدید درد میں مبتلا تھے۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے۔ وہ ایک اونچے مکان کی چھت پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ سامنے میدان جنگ تھا، یہ احکام لکھ لکھ کر کمانڈروں کے حوالے کر رہے تھے اور جنگی ترکیبیں بتا رہے تھے۔ دشمن بھی خوب مقابلہ کر رہا تھا۔ ایک گھڑ سوار پر نظر پڑی، دیکھا کہ وہ صفوں کو الٹ رہا ہے، کبھی دائیں جاتا ہے، کبھی بائیں جاتا ہے، کبھی سامنے آ جاتا ہے اور دشمن کی صفیں الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ یہ کون ہے؟ اس کی شکل وصورت تو ابو محجن جیسی ہے مگر وہ تو قید میں ہیں۔ ابو محجن نے شراب پی لی تھی۔ حضرت سعدؓ نے اس کی پاداش میں انہیں مکان کے اندر قید کر دیا تھا۔ معرکہ شروع ہوا، یہ بڑے بہادر تھے، کھڑکی سے معرکہ دیکھا، بے چین ہو گئے، رگوں میں جذبہ جہاد کے شرارے کوندنے لگے۔ سامنے کافر ہیں، ان کے مقابلے میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے مسلمان سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت بے بسی سے کہا: میں پابند سلاسل ہوں، کاش! میں بھی ان جہاد کرنے والوں میں شامل ہو سکتا۔ وہ سوچ رہے ہیں، قید سے کیسے نکلوں؟

حضرت سعدؓ کی اہلیہ محترمہ کو بلوایا اور بڑے ادب سے عرض کیا: دیکھو! رب کو گواہ بنا کر وعدہ کرتا ہوں، مجھے آزاد کر دو، میں جہاد میں حصہ لینا چاہتا ہوں، اگر زندہ رہا تو واپس آ کر خود اپنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہن لوں گا اور اگر شہید ہو گیا تو اللہ معاف فرمائے گا۔

سعدؓ کی اہلیہ کو ترس آ گیا، فوراً بیڑیاں کھول دیں۔ سعدؓ کا گھوڑا دے دیا، بس پھر کیا تھا؟ یہ مجاہد اپنے کمانڈر انچیف کے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کا حق ادا کرنے لگا۔

حضرت سعدؓ اس نوجوان کی بہادری کے جوہر دیکھ رہے ہیں، ارے! یہ تو ابو محجن ہے، یہ کس قدر شیر دل ہے، کتنا بہادر ہے، اچھا! آج کے بعد اسے قید نہیں کروں گا، اور ادھر ابو محجن کہہ رہے ہیں: اللہ! میری توبہ! آج کے بعد کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور مسلمانوں نے میدان مار لیا۔

یہ کوئی معمولی فتح نہ تھی، غنیمت کا مال جمع کیا گیا، مجاہدین میں تقسیم ہوا، بیت المال کا حصہ مدینہ منورہ بھیجا گیا۔ اتنا زیادہ مال غنیمت تھا، جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان میں ایک قالین تھا، اس کی لمبائی ۶۰ ہاتھ اور

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

چوڑائی بھی اتنی ہی تھی۔ اس میں خوبصورت باغ کی تصویر تھی، نہر تھی، پھول تھے۔ یہ ساری تصویر دیباج سے بنی ہوئی تھی، اس میں خالص سونے، موتی اور جواہر کے درخت بنے ہوئے تھے۔ مال غنیمت میں انواع واقسام کی چیزیں تھیں، ان میں سب سے اہم چیز کسریٰ کا تاج تھا، اس کے ساتھ سونے کے کنگن تھے جو کسریٰ اپنے ہاتھوں میں پہنتا تھا۔ مسجد نبوی میں مال غنیمت کا ڈھیر لگا ہوا ہے، لوگ تعجب سے دیکھ رہے ہیں۔ فاروق اعظمؓ مسلمانوں کی امانت ودیانت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ بے تحاشا مال ودولت کتنی ایمانداری سے صحیح سالم مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا ہے۔

کسریٰ کے تاج اور کنگن اب حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں ہیں۔ الٹ پلٹ کر دیکھا، مسجد میں ان کی بلند آہنگ آواز گونجی: سراقہ کہاں ہے؟ ہاں وہی سراقہؓ جس نے ہجرت کے وقت اللہ کے رسول ﷺ کا پیچھا کیا تھا، وہ حاضر ہوا، اب اس کے ہاتھ میں آنسو آگئے۔ رقت بھری آواز میں فرمایا: اس رب کا شکر ہے کہ اس نے ان چیزوں کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور بنو مدلج کے ایک بدو کو انکا مالک بنا دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہو کر رہی۔ رستم کی دھمکیاں خاک میں مل گئیں، وہ مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کے مغالطے میں خود ہی ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

قرآن کریم سے قلبی لگاؤ رکھنے والی ایک اور شخصیت کا حال سن لیجئے:

اللہ اللہ! ان کا نام عبداللہ بن زبیرؓ تھا، ان کی والدہ سیدہ اسماءؓ تھیں۔ نانا سیدنا ابوبکر صدیقؓ تھے۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ ان کی خالہ تھیں۔ سیدہ ہی نے ان کی تربیت کی تھی۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلے مدینہ میں یہی پیدا ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کی پیدائش پر بہت خوشیاں منائی تھیں۔ کیونکہ مدینہ کے یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمان خواتین پر جادو کر دیا ہے۔ ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوگا۔ جب یہ پیدا ہوئے تو مدینہ کے مسلمان بے حد مسرور تھے۔ ان کا قرآن اور مسجد کے ساتھ تعلق کا یہ عالم تھا کہ ان کو حمامۃ المسجد یعنی مسجد کا کبوتر کہا جانے لگا۔

قرآن کے اس عالم صحابی کی صلاحیتوں کا اظہار اس وقت شروع ہوا، جب آپ کو سیدنا عثمان بن عفانؓ نے اسلامی لشکر کے ایک دستے کا کمانڈر بنا کر افریقہ بھیجا۔ لشکر کی قیادت سیدنا عثمان کے دودھ شریک بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ کر رہے تھے۔ روزانہ صبح سویرے لڑائی ہوتی۔ دونوں فوجیں آمنے سامنے آتیں، مبارزت طلب کی جاتی اور دوپہر تک لڑائی ہوتی رہتی۔ دونوں طرف کے فوجی تھک ہار جاتے اور لڑائی اگلے دن کے لئے ملتوی کر دی جاتی۔ اگلے دن پھر از سر نو تازہ دم فوجی آمنے سامنے آ کھڑے ہوتے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی عمر اس وقت ۲۷ برس تھی۔ سپہ سالار کے خیمے میں فوجی قیادت کا اجتماع ہو رہا ہے، ہر مجاہد اپنی اپنی رائے دے رہا ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی باری آئی تو فرمایا:

میں آپ کی حکمت عملی سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ صرف آدھا دن لڑائی کیوں کرتے ہو؟ پورے دن بھر کیوں نہیں لڑتے؟

جواب ملا: سپاہی تھک جاتے ہیں، انہیں آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا: دشمن کو تھکنے دو، ان پر پورا دن حملے کرتے رہو تا کہ ان کو شکست فاش دی جا سکے۔ ہمارے مجاہدین کا ایک حصہ صبح سویرے لڑائی شروع کرے اور دوپہر تک لڑتا رہے، دوسرا دستہ اس دوران آرام کرتا رہے، دوپہر کے وقت غیر محسوس طریقے سے تازہ دم سپاہی آگے بڑھیں اور تھکے ہوئے سپاہی واپس آجائیں، اس طرح ایک ہی دن میں لڑائی کا فیصلہ ہو جائے گا۔

سالار اعلیٰ نے کمان حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو سونپ دی۔ اگلے دن ان کی حکمت عملی کے مطابق جنگ شروع ہوئی، دشمن دوپہر کے وقت واپسی کی تیاری کر رہا تھا کہ اچانک مسلمانوں کا تازہ دم دستہ آگے بڑھا اور دشمن کو کاٹ کر رکھ دیا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ اسلام کی ان شخصیات میں سے تھے جن کا مقصد حیات ہی قرآنی علوم کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانا تھا۔ ان لوگوں کے سامنے دنیاوی مقاصد نہیں بلکہ آخرت کی خوشنودی اور شہادت کی تمنا تھی۔ نہ مال غنیمت، نہ کشور کشائی ان کی کوئی دنیاوی غرض نہیں تھی۔ چنانچہ افریقہ جنگ 'سبیطلہ' میں ان کے کردار کی ایک جھلک پڑھ کر ہم آگے بڑھتے ہیں۔

اس جنگ میں عیسائیوں کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ اور مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار تھی۔ یعنی دشمن کی تعداد پانچ گنا زیادہ تھی۔ عیسائیوں کے لشکر کی قیادت جرجیر کر رہا تھا، وہ بڑا بہادر جرنیل تھا۔

مقابلہ شروع ہوا، عددی اعتبار سے دشمن نہایت طاقتور تھا۔ دونوں طرف سے بہادر بھی میدان میں ہیں، نیزوں کی انیاں دشمنوں کے سینوں میں اتر رہی تھیں۔ تلواروں کی جھنکار دور تک سنائی دے رہی تھی، تیر چل رہے تھے، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سے فضا گونج رہی تھی۔ دشمن کی فوجوں کو ان کا بادشاہ بھڑکا رہا تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے سوچا کہ اگر اس کمبخت بادشاہ کا خاتمہ ہو جائے تو اس کی فوج کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔ وہ فوراً سپہ سالار عبداللہ بن سعدؓ کے پاس گئے، انہیں اپنا منصوبہ بتایا اور کہا: مجھے چند باہمت اور موت پر بیعت کئے ہوئے نوجوان درکار ہیں تا کہ میں دشمنوں کے بادشاہ کو قتل کر سکوں۔

بظاہر منصوبہ بڑا عجیب وغریب تھا، عبداللہ بن زبیرؓ اپنے ساتھیوں کے شانہ بشانہ آگے بڑھے، دشمن کے فوجیوں نے سمجھا کہ یہ صلح کے لئے ان کے بادشاہ سے ملنے جا رہے ہیں، انہوں نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ ادھر بادشاہ جرجیر گھوڑے پر سوار لونڈیوں کے جھرمٹ میں کھڑا تھا، دو لونڈیاں مورچھل سے پنکھا جھل رہی تھیں، اچانک عبداللہ بن زبیرؓ سامنے آ گئے، انہیں دیکھ کر بادشاہ کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، گھوڑے کو ایڑھی لگائی اور کلمہ فرار پڑھ کر بھاگنے لگا۔ ادھر مقابلے میں ابن زبیرؓ تھے، انہوں نے تاک کر نیزہ مارا جو اس کی پشت میں پیوست ہو گیا، وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا، عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے ساتھیوں نے لپک کر اس کی گردن کاٹی اور نیزے پر چڑھا دی۔ پھر اونچی آواز سے نعرہ تکبیر بلند کیا، ادھر مسلمانوں نے دشمن پر ہلہ بول دیا۔ اپنے بادشاہ کا سر نیزے پر دیکھ کر دشمن کے حوصلے پچک گئے اور وہ دم دبا کر بھاگ گئے۔ اس طرح میدان اللہ کے شیروں کے ہاتھ رہا۔ سیرت نگاروں نے جرجیر بادشاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے لڑائی سے پہلے اعلان کیا تھا: جو شخص مسلمانوں کے سپہ سالار یعنی عبداللہ بن سعدؓ کو قتل کر کے اس کا سر لائے گا، میں اس سے اپنی بیٹی کی شادی کر دوں گا اور ایک لاکھ دینار انعام دوں گا۔

باقی صفحہ 15 پر

www.ahlehadith.org

میرے محسن، مربی اور روحانی باپ

شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

تحریر
جناب مولانا
ابو محمد عبدالستار الحماد

آج مورخہ ۱۴ جنوری ۲۰۱۴ بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ بروز منگل رات سوا دو بجے میرے ہم زلف قاری عبدالباقی آف پتوکی کا فون آیا کہ باباجی مولانا محمد یوسف صاحب رات ایک بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا محترم کو کوئی عارضہ لاحق نہیں تھا، بڑھاپے کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ میں جب بھی ان کی احوال پرسی اور تیمارداری کے لئے راجووال جاتا اور ان کی حالت کو دیکھتا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ ''اے اللہ! تو اس ولی کامل کو صحت و سلامتی عطا کر۔'' لیکن متعدد مرتبہ یہ خیال بھی آتا کہ اب یہ روشن چراغ، جس کی روشنی سے راجووال اور اس کے گرد و پیش کا تمام علاقہ جگمگا رہا تھا، ٹمٹما رہا ہے اور گل ہونے کے قریب ہے۔ آخر وہ وقت آ پہنچا جو ہر انسان کے مقدر میں ہے کہ:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

دنیا میں جو بھی آیا ہے وہ ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں بلکہ وہ عالم آخرت کو سدھارنے کے لئے آیا ہے۔ لیکن دنیا سے رخصت ہونے والے کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں جن کا ذکر خیر ان کے جانے کے بعد باقی رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب جلیل سے یہ دعا مانگی تھی:

﴿وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ﴾ (الشعراء: ۸۴-۸۵)

''اے اللہ! میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھنا اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں سے بنا دے۔''

یعنی جو لوگ میرے بعد قیامت تک آئیں، وہ میرا ذکر اچھے الفاظ میں کرتے رہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر ہر مذہب کے لوگ کرتے ہیں، کسی کو بھی ان کی عظمت و تکریم سے انکار نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسنات کی جزا اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ذکر جمیل اور ثناء حسن کی صورت میں عطا فرماتا ہے۔

میرے محسن، مربی اور روحانی باپ شیخ الحدیث والتفسیر، ولی کامل حضرت مولانا محمد یوسف (آف راجووال) بھی اس سلسلہ ذھب کی ایک کڑی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت خوبیوں سے نوازا تھا۔ وہ انتہائی منکسر، بے حد متواضع، ملنسار اور خوش خصال انسان تھے۔ رواداری اور مہمان نوازی انہیں وراثت میں ملی تھی۔ نرمی، انکساری، اخلاص و محبت اور اپنائیت ان کی طبیعت کا حصہ تھیں۔

باباجی محمد یوسف ہندوستان ضلع فیروز پور کے ایک گاؤں ''سومیاں'' میں پیدا ہوئے جو اعوان کے نام سے مشہور تھا۔ ان کی پیدائش کا سال ۱۹۱۹ء ہے۔ والد گرامی کا نام کمال الدین اور دادا کا نام حق نواز تھا۔ آپ کے دادا حق نواز کا انتقال نماز پڑھتے ہوئے بحالت سجدہ ہوا۔ آپ دیہاتی ماحول میں رہنے کے باوجود بچپن ہی میں حصول علم کی راہ پر گامزن ہو گئے تھے۔ ناظرہ قرآن اپنے گاؤں سومیاں کے ایک بزرگ میاں دل محمد سے پڑھا۔ صرف و نحو کی ابتدائی کتب مولانا محمد قلعوی سے پڑھیں جو مدرسہ رحمانیہ دہلی کے فیض یافتہ اور فارغ التحصیل تھے۔ پھر مولانا عطاء اللہ حنیف کے قائم کردہ مدرسہ دارالحدیث نذیریہ میں داخلہ لیا اور ان سے خوب استفادہ کیا۔ اس کے بعد مولانا محمد داؤد ارشد کے مدرسہ قمرالہدیٰ میں متعدد درسی کتب پڑھیں، یہ مدرسہ ضلع قصور کے ایک گاؤں عثمان والا میں تھا۔ پھر استاذ پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کچھ دینی کتب پڑھیں۔ وہاں سے علمی پیاس بجھانے کیلئے امرتسر مدرسہ غزنویہ میں داخلہ لیا اور متعدد اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ یاد رہے کہ ایک دن ہمارے ممدوح، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ سے چند باتیں بطور امتحان پوچھیں، پھر ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی بطور انعام انہیں عنایت کی۔ امرتسر سے دہلی گئے اور وہاں مدرسہ دارالکتاب والسنۃ میں داخل ہوئے۔ وہاں حافظ عبدالستار دہلوی سے صحیح بخاری پڑھی۔

مسائل کی تحقیق کا انہیں بہت شوق تھا۔ فراغت کے بعد بھی دوران مطالعہ اگر کوئی علمی الجھن پیش آتی تو آپ کتاب پر نشان لگا لیتے پھر ان مقامات کو سمجھنے کیلئے لاہور حافظ عبداللہ روپڑی یا گوجرانوالہ حضرت حافظ محمد گوندلوی کی خدمت میں جاتے اور اس وقت تک وہاں رہتے جب تک نشان زدہ مقامات کو اچھی طرح سمجھ نہ لیتے۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں سند فراغت حاصل کی اور تقسیم ہند کے وقت آپ کی عمر اٹھائیس برس تھی۔ پاکستان بننے کے بعد آپ نے ضلع قصور کے موضع ''اہل'' میں سکونت اختیار کی، یہاں چار سال اقامت گزین رہے، وہاں آپ نے مقامی بچوں کو پڑھانا شروع کیا اور تعلیم و تعلم کا آغاز کیا۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں ضلع اوکاڑہ کے ایک چھوٹے سے قصبے راجووال میں آ گئے جو قصور، دیپالپور روڈ پر واقع ہے۔

یہ قصبہ شہری آبادی سے بہت دور ہے۔ اس وقت بجلی وغیرہ کی سہولیات بھی نہیں تھیں، لیکن آپ نے یہاں آ کر تبلیغ دین کیلئے بہت محنت کی اور اللہ کا دین پھیلانے کیلئے تن تنہا دور دراز کا سفر کرتے۔ انہیں احیاء سنت کا بھی بہت شوق تھا۔ جب آپ راجووال آئے تو یہاں ایک چھوٹی سی پرانی مسجد تھی، لوگ اسی مسجد میں عیدین کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ ہمارے ممدوح اس گاؤں میں پہلی دفعہ کھلے میدان میں نماز عید پڑھنے کیلئے گاؤں سے باہر نکلے، اس وقت عید پڑھنے والے صرف چار افراد تھے۔ ایک خود ہمارے ممدوح، دوسری ان کی اہلیہ، تیسرے علاقے کا پٹواری اور چوتھی اس کی اہلیہ تھیں یعنی عید پڑھنے والے دو مرد اور دو عورتیں تھیں۔

قیام راجووال کے دوران آپ نے مدرسہ دارالحدیث قائم کیا جو بعد میں جامعہ کمالیہ دارالحدیث کے نام سے مشہور ہوا۔ اس ادارہ کی بنیادی اینٹ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ اور حضرت حافظ عبداللہ روپڑیؒ نے رکھی۔ اب ما شاء اللہ وہاں کویت کے تعاون سے دو منزلہ بلند و بالا عمارت قائم ہے اور اہل حدیث کے ایک مرکز کی حیثیت سے علاقہ میں متعارف ہے۔

ہمارے ممدوح بتایا کرتے تھے کہ جب میں نے راجووال کو اشاعت دین کا مرکز بنایا تو حالت خواب میں مجھے ایک موٹی تازی گائے نظر آئی، میں نے علماء سے اس کی تعبیر پوچھی تو بتایا گیا کہ یہ بہت اچھا خواب ہے اور خیر و

www.ahlehadith.org

برکت کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے میرا حوصلہ بڑھا اور میں نے پہلے سے بھی زیادہ اس علاقہ میں محنت کرنا شروع کر دی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی، ان کا خلوص اور جذبہ رنگ لایا۔ اس دارالحدیث سے بے شمار علمائے دین پیدا ہوئے جو مختلف علاقوں میں دین اسلام کی آبیاری کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ امید ہے کہ قیامت تک جاری رہے گا اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت کا یہ سلسلہ ہمارے ممدوح کیلئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔ (ان شاء اللہ) اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا محمد یوسف کو اللہ تعالیٰ نے ہمت بھی دی اور تبلیغ اسلام کا جذبہ بھی عطا فرمایا۔ عرصہ دراز تک وہ طلباء کو دینی علوم کی تعلیم بھی دیتے رہے اور لوگوں سے میل ملاپ بھی رکھتے، اپنے علاقہ میں جماعتی نظم ونسق کی ذمہ داری بھی ادا کرتے رہے۔ طبیعت انتہائی سادہ تھی، ان کا آئینہ دل حسد وبغض کے داغ دھبوں سے پاک تھا، وہ کسی کے ساتھ کدورت یا دشمنی نہیں رکھتے تھے۔

میرا ان سے تعلق اور پھر تعلق داری کی داستان بھی بہت عجیب وغریب ہے۔ تعلق کا آغاز اس طرح ہوا کہ ۱۹۷۴ء میں جب جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا تو مولانا محمد یوسف کے بڑے بیٹے عبداللہ سلیم مرحوم بھی میرے ہم کلاس تھے۔ ان دنوں جامعہ سلفیہ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ امتحانات میں پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے نمبر پر آنے والے چار طلباء کا مدینہ یونیورسٹی میں خود بخود داخلہ ہو جاتا تھا، اس لئے طلباء یہ اعزاز حاصل کرنے کیلئے دن رات محنت کرتے تھے۔ جامعہ کی آخری کلاس کا امتحان اس اعتبار سے بہت اہم ہوتا تھا۔ اس سلسلہ امتحان کے بعد جب نتیجہ سامنے آیا تو اس کی ترتیب کچھ اس طرح تھی کہ راقم الحروف پہلے، مولانا محمد داؤد فہیم دوسرے اور حافظ عبدالغفار اعوان تیسرے نمبر پر تھے، اس طرح ہمارا اصحاب ثلاثہ کا داخلہ خود بخود مدینہ یونیورسٹی میں ہو گیا۔ مدینہ طیبہ روانگی سے قبل ہم نے ایک طوفانی دورے کا پروگرام بنایا جس میں راجووال جانا بھی شامل تھا کیونکہ وہاں ہمارے ہم کلاس عبداللہ سلیم مرحوم رہتے تھے جو مولانا ممدوح کے بڑے بیٹے تھے۔ ہم حسب پروگرام وہاں گئے، رات وہاں بسر کی۔ صبح کی نماز کے بعد درس قرآن دیا پھر مولانا محمد یوسف سے اجازت لینے کیلئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ کمال شفقت سے بس پر سوار کرنے کیلئے بس سٹاپ تک ہمارے ساتھ آئے، اس دوران انہوں نے اپنی جیب سے ایک تھیلی نکالی جس میں کچھ نقدی تھی وہ میرے حوالے کر دی کیونکہ میں امیر سفر تھا۔ میں نے کچھ لیت ولعل کی تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ مال دیا تھا، انہوں نے لینے کے متعلق ہچکچاہٹ کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا:

''اسے لے لو اور اپنا مال تصور کرو، اگر ضرورت نہیں تو آگے صدقہ کرو، جو مال سوال اور تانک جھانک کے بغیر ملے اسے لے لینا چاہیے۔''

(بخاری، الاحکام: ۷۱۶۴)

اس حدیث کے پیش نظر وہ تھیلی میں نے لے لی اور رقم اجتماعی مصارف میں استعمال کر لی۔ اس طرح راقم الحروف کا مولانا محمد یوسف سے تعلق قائم ہوا پھر یہ تعلق بڑھتے بڑھتے تعلق داری میں بدل گیا، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم کا دوسرا سال تھا کہ ایک دن مسجد نبوی میں مولانا ممدوح کے ایک قابل اعتماد اور ہونہار شاگرد مولانا علم الدین سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ان کا سلام پہنچانے کے بعد ایک اہم پیغام پر مشتمل ایک خط بھی مجھے دیا، میں نے اسے بغور پڑھا، اس میں مجھے اپنا بیٹا بنانے کے متعلق لکھا تھا۔ ہم اصحاب ثلاثہ نے اس سلسلہ میں ایک میٹنگ کی، آخر کار فیصلہ ہوا کہ مثبت انداز میں اس کا جواب دیا جائے اور اس تعلق داری کی طرف احسن انداز سے پیش رفت ہونی چاہیے۔ میں نے اپنے دیگر دوست واحباب سے مشورہ، پھر اللہ سے استخارہ کرنے کے بعد اپنے والدین کو لکھا کہ وہ راجووال جائیں اور حالات کا جائزہ لے کر مجھے اپنے انتخاب سے آگاہ کریں۔ والدین کریمین بنفس نفیس راجووال گئے اور اپنے انتخاب کے متعلق مجھے مطلع کر دیا۔ دوسری طرف سے جو کچھ ہوا وہ مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی ﷾ کے گوہر بار قلم نے محفوظ کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

''حافظ عبدالستار حماد سے یہ رشتہ مولانا محمد یوسف نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلال پوری کے مشورے سے کیا تھا۔ استخارہ بھی کیا تھا، استخارے میں دیکھا کہ بیٹی نے ہنڈیا چولہے پر چڑھائی ہوئی ہے اور حافظ عبدالستار حماد ہنڈیا کے اردگرد جھاڑو سے صفائی کر رہے ہیں، مولانا نے اس کی یہ تعبیر کی کہ عبدالستار سے ان کی بیٹی کو سکون ملے گا۔ الحمد للہ! ایسا ہی ہوا، رمضان المبارک میں مولانا کی لخت جگر اور ان کی نواسی تراویح میں قرآن مجید سناتی ہیں اور تین نواسے بھی قرآن مجید سناتے ہیں۔ (قافلہ حدیث ص ۵۶۴)

بہر حال مولانا ممدوح سے میرا تعلق، تعلق داری میں تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہوا، اس طرح میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا اور ان کی زندگی کے نشیب وفراز کا جائزہ لیا۔ آپ کی زندگی احادیث نبویہ کے عین مطابق اور ان کی آئینہ دار تھی۔ ہمارے ممدوح ایک دن بڑے خوشگوار موڈ میں تھے، انہوں نے اپنے نکاح کا واقعہ سنایا کہ میری شادی میری سگی خالہ کی بیٹی سے ہوئی۔ میرا نکاح موضع پٹی کے رہنے والے ایک متقی عالم دین اور حافظ حدیث مولانا شاہ عبدالرحمٰن نے پڑھایا، نکاح کے موقع پر انہوں نے حق مہر کیا مقرر کیا تھا، وہ اس دور میں بہت عجیب معلوم ہوتا ہے۔ حق مہر یہ تھا کہ میں اپنی ہونے والی بیوی کو سورۃ نور کا ترجمہ وتفسیر پڑھاؤں گا، اس طرح میرے حق مہر کے تقرر سے صحابہ کرام کی ایک سنت زندہ کر دی گئی۔

اس مناسبت سے راقم الحروف اپنے نکاح کی روئیداد بھی قارئین کی نذر کرتا ہے۔ بندہ کا نکاح ۲۳ اگست ۱۹۷۸ء کو ہوا۔ بارات میں خاص رشتے داروں کے علاوہ حافظ عبدالغفار اعوان اور مولانا محمد داؤد فہیم بھی تھے۔ نکاح پڑھانے کے فرائض بندہ کے مربی استاد مولانا عبدالقادر حلیم زیروی نے انجام دیئے۔ حق مہر کے متعلق جو طے پایا اس کی ترجمانی مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی نے بایں الفاظ کی ہے:

حافظ عبدالستار حماد کے نکاح کے موقع پر حق مہر کے متعلق بات ہوئی تو لڑکی کے والد مولانا محمد یوسف نے نکاح خواں مولانا عبدالقادر حلیم زیروی سے فرمایا کہ برخوردار جو پونے تین تولے طلائی زیور لائے ہیں وہی حق مہر مقرر کیا جائے۔ نکاح خواں نے فرمایا کہ یہ حق مہر برخوردار حافظ عبدالستار حماد کی حیثیت سے بہت کم ہے، اس سے زیادہ ہونا چاہیے۔ مولانا محمد یوسف نے جواب دیا: اگر حق مہر زیادہ مقرر کر دیا جائے تو مجھے ذاتی طور پر

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، وہ تو اس برخوردار کے گھر ہی چلا جائے گا۔ اگر آپ حق مہر کا مجھے فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو میری تجویز یہ ہے کہ میری کوشش سے میری بیٹی نے قرآن مجید کے اٹھارہ پارے یاد کئے ہیں، برخوردار حافظ عبدالستار الحماد میری بیٹی کو باقی بارہ پارے یاد کرا دے، بس یہی میری بیٹی کا حق مہر ہے۔ حاضرین مجلس نے اس حق مہر کو بہت پسند کیا پھر نکاح پڑھا دیا گیا۔'' (دبستان حدیث ص ۵۷۶)

اس بابرکت حق مہر کا فائدہ یہ ہوا کہ راقم الحروف کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، ما شاء اللہ وہ سب حافظ قرآن اور دینی تعلیم کے حصول میں کوشاں ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ اہلیہ محترمہ نے جو مولانا محمد یوسف صاحب کی دختر نیک اختر تھی، مورخہ ۸ اگست ۲۰۱۰ء بروز اتوار داغ مفارقت دے دیا اور ہمارے ممدوح بھی مورخہ ۱۴ جنوری ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ واقعی اس کلمہ ترجیع میں تسلی، بشارت اور تنبیہ ہے۔ اب انہوں نے ہمارے پاس نہیں بلکہ ہمیں ان کے پاس جانا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ ہی کامل نمونہ ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ کرام ہم سے زیادہ پریشان اور دل گرفتہ تھے، لیکن ان حضرات نے پریشانی کے باوجود تسلیم و رضا کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ نظام زندگی میں ذرہ بھر بھی تعطل نہیں آنے دیا۔ ہمارے لئے اس واقعہ میں تسلی وصبر کا سامان موجود ہے۔ اے اللہ! ہم تیرے فیصلے کو قبول کرتے ہیں، اور وہی الفاظ کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے جگر گوشے حضرت ابراہیم کی وفات پر کہے تھے:

''آنکھ اشکبار اور دل غمزدہ ہے لیکن ہم کو زبان سے وہی کہنا ہے جس سے ہمارا مالک اور پروردگار راضی ہو، اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے یقیناً غمگین ہیں۔'' (بخاری، الجنائز: ۱۳۰۳)

نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی سے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''اللہ تعالیٰ جو لیتا ہے یا دیتا ہے وہ اسی کا ہے اور ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کرو اور ثواب کے طلبگار رہو۔'' (بخاری، الجنائز: ۱۲۸۴)

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ مرحومین کے لئے مغفرت اور ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا کرتے رہیں۔ میرے ممدوح کے ساتھ میرا تعلق صرف سسر ہونے کی حیثیت سے ہی نہیں تھا بلکہ وہ میرے مربی، میرے خیرخواہ اور ہمدرد تھے۔ جب بھی ملاقات کرتے تو لبوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی، جیسا کہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ، رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں: ''جب آپ مجھے دیکھتے تو تبسم فرماتے۔'' (بخاری، الادب: ۶۰۸۹)

مولانا مرحوم بھی اس حدیث کی زندہ تصویر اور اس پر پورا پورا عمل کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ ملاقات کے وقت میری پیشانی کا بوسہ لیتے اور اپنے پاس بٹھا لیتے، اپنے قیمتی پند و نصائح سے نوازتے۔ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ عبدالستار! موت ایک اٹل حقیقت ہے، مرنا ہر ایک کو ہے لیکن مجھے بہت ڈر لگتا ہے کیونکہ میں بالکل تہی دست ہوں، میرے حق میں دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے اور میرے ساتھ اپنی رحمت کا معاملہ کرے۔ گھریلو معاملات بہت کم زیر بحث لاتے، بس دین اور دینداری کے موضوع پر تبادلہ خیالات ہوتا تھا۔

بہرحال وفات کی خبر سن کر میں نے رات کے وقت بچوں کو اس کی اطلاع دینا مناسب خیال نہ کیا۔ نماز فجر کے بعد پتہ چلا کہ نماز ظہر کے بعد ایک بجے ان کی نماز جنازہ کا اعلان بھی کر دیا گیا ہے۔ جلدی سے بھائی، بیٹی اور داماد کو ساتھ لیا اور ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ہم راجووال پہنچ گئے۔ جب میں راجووال پہنچا تو انہیں غسل دینے کی تیاری ہو رہی تھی، اللہ کی توفیق سے مجھے بھی اس خدمت کا موقع ملا اور ان کو غسل دینے میں شریک ہوا۔ جسم، روئی کی طرح نرم اور چہرے پر وہی مسکراہٹ جو زندگی میں آپ کا طرۂ امتیاز تھی۔ غسل سے فراغت کے بعد کفن پہنایا گیا، ظہر کی نماز ادا کی اور راجووال کے مغربی جانب قبرستان کے قریب ایک کھلی جگہ پر جنازے کا پروگرام تھا۔ جنازے کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے گئے تاکہ کندھا دینے والوں کو سہولت رہے۔ چونکہ ان کی وصیت تھی کہ جنازے میں دیر نہ کی جائے اور نہ ہی عام جنازوں کی طرح وہاں وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا جائے، اس بناء پر ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے سادگی کے ساتھ جنازہ پڑھا دیا گیا۔ نماز جنازہ ان کے بڑے بیٹے حافظ عبدالرحمٰن یوسف نے پڑھائی، جنازے میں تقریباً پندرہ ہزار افراد شریک ہوئے، جنازے کے وقت ہر آنکھ پرنم اور اشکبار تھی۔ امام احمد بن حنبلؒ اہل بدعت سے کہا کرتے تھے:

''ہمارے جنازے کا دن تمہارے ہمارے درمیان حد فاصل ہوگا۔''

ہزاروں افراد نے ان کیلئے دعا مغفرت کی، اے اللہ! تو ارحم الراحمین ہے، یہ بندہ تیری خاطر بھاگ دوڑ کرتا تھا، تیرے دین کی آبیاری کے لئے اپنے آرام اور سکھ کو داؤ پر لگاتا تھا، اے اللہ! تو اسے معاف کر دے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرتا کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تیرے دین کی نشر و اشاعت میں مصروف رہیں۔ آمین!

ان کے ایک عقیدت مند نے ان کے متعلق شعر کہا ہے، ہم اسی پر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

جاتے جاتے بھی پوری ایک سنت کر گئے
۱۲ ربیع الاول کو یوسف رحلت کر گئے

❀❀❀❀❀

بقیہ: دعوتِ اسلام کیلئے اسلاف کرام۔۔

اس اعلان کے بعد عبداللہ بن سعدؓ کی حفاظت کا خصوصی انتظام کیا گیا، مگر ابن زبیرؓ کے زرخیز ذہن نے یہ مشورہ دیا کہ فوج میں اعلان کر دیا جائے کہ جو شخص جرجیر کا سر لائے گا اس کا نکاح جرجیر کی بیٹی سے کر دیا جائے گا اور ایک لاکھ دینار بھی دیئے جائیں گے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ جرجیر کے قتل کے بعد مسلمانوں کے سپہ سالار نے اپنا وعدہ پورا کرنے اور بھاری انعام دینے کی زبردست کوشش کی مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے مال و متاع کا ڈھیر لینے سے صاف انکار کر دیا، فرمایا: میں نے جہاد اللہ کی رضا کی خاطر کیا ہے، یہ سونے چاندی کے مخیکرے میرے لئے ہیچ اور ناقابل توجہ ہیں۔

✦✦✦✦✦

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

مسائلِ نمازِ قصر

تحریر
جناب ڈاکٹر عبدالرب ثاقب

سفر کی تعریف: اپنے مستقل مقام کو چھوڑ کر عارضی طور پر کسی مقام پر جانے کو سفر کہتے ہیں۔

سفر میں قصر: اسلام چونکہ دین رحمت و شفقت ہے، دین زحمت و مشقت نہیں ہے، اس لئے سفر میں مسافر کے لئے نماز میں قصر کی اجازت دی ہے۔

قصر کی تعریف: قصر کے معنی مختصر کرنا ہے، یعنی چار رکعت والی فرض نمازوں، ظہر عصر اور عشاء کی دو دو رکعت پڑھنے کے ہیں۔ فجر اور مغرب میں قصر نہیں، یہ مکمل ادا کی جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا﴾ (النساء:۱۰۱)

"جب تم سفر میں جا رہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے، یقیناً کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف ﷫ فرماتے ہیں کہ اس میں ان خفتم (اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے) غالب احوال کے اعتبار سے ہے، کیونکہ اس وقت پورا عرب دارالحرب بنا ہوا تھا، کسی طرف کا بھی سفر خطرات سے خالی نہیں تھا۔ یعنی یہ شرط نہیں کہ سفر میں خوف ہو تو قصر کی اجازت ہے، جیسے کہ قرآن مجید میں اور بھی بعض مقامات پر اس قسم کی قیدیں بیان کی گئی ہیں جو اتفاقی یعنی غالب احوال کے اعتبار سے ہیں، مثلاً ﴿ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا﴾ تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو، اگر وہ اس سے بچنا چاہیں۔ چونکہ بچنا چاہتی تھیں، اس لئے اللہ نے اسے بیان فرما دیا۔ یہ نہیں کہ اگر وہ بدکاری پر آمادہ ہوں تو پھر تمہارے لئے یہ جائز ہے کہ تم ان سے بدکاری کروالیا کرو۔

بعض صحابہ کے ذہن میں بھی یہ اشکال آیا کہ اب امن ہے، ہمیں سفر میں نماز قصر نہیں کرنی چاہیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے صدقہ ہے، اس کو قبول کرو۔" (مسند احمد ج ۱، صحیح مسلم و دیگر کتب حدیث، تفسیر احسن البیان مطبوعہ دارالسلام ریاض، لاہور)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابتداء میں جو نماز فرض کی گئی تھی وہ دو رکعت تھی، اسے سفر کے لئے برقرار رکھا گیا، بعد ازاں حضر کی نمازوں میں اضافہ کیا گیا۔ (صحیح بخاری حدیث ۱۰۹۰، صحیح مسلم حدیث: ۶۸۵)

ابومنیب الجرشیؒ روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿واذا ضربتم فی الارض﴾ کے بارے میں پوچھا گیا کہ ہم لوگ امن میں ہیں اور کوئی خوف نہیں، کیا ہم نماز قصر کریں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾ بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین اسوہ ہے۔ (جب اللہ کے رسول ﷺ نے خوف اور امن ہر حال میں نمازیں قصر سے پڑھیں تو ہمیں بھی قصر سے پڑھنی چاہئیں) (ابن جریر)

سفر میں نمازیں قصر کرنا سنت مؤکدہ ہے، خواہ سفر امن کی حالت میں ہو یا خوف کی حالت میں۔ اس لئے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے سفر کیا، اس میں آپ ﷺ نے قصر کیا۔

اگر مسافر مقیم کی امامت میں نماز پڑھے گا تو وہ امام کے مطابق نماز پوری ادا کرے گا، اس لئے کہ وہ امام کے تابع ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں منیٰ میں قصر نہیں فرمائی، چار رکعتیں ادا فرمائیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس پر تنقید کی مگر پھر بھی حضرت عثمانؓ نے قصر کے بجائے چار رکعت ادا فرمائی۔ (ابوداود، حدیث: ۱۹۶۰)

حضرت عثمانؓ نے چار رکعت پڑھائی مگر ابن مسعودؓ نے دو رکعت پر سلام نہیں پھیرا، اس لئے کہ مقتدی کو چاہیے کہ وہ امام کی اتباع کرے اور امام کے خلاف کوئی حرکت نہ کرے۔

اگر مسافر امامت کرے تو اسے قصر کرنا سنت ہے اور مقتدی جو مقیم ہیں، انہیں چاہیے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی بقیہ نماز مکمل کر لیں۔

نماز قصر کب شروع کریں؟

مسافر جب اپنے علاقہ کی آبادی سے باہر جائے تو اس وقت قصر کرنا شروع کر دے گا، اپنے علاقہ میں رہ کر قصر نہیں کرے گا، اس لئے کہ قصر مسافر کے لئے مشروع ہے مقیم کے لئے نہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت قصر فرماتے تھے جب آپ ﷺ اپنے علاقہ سے روانہ ہو جاتے تھے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔ (صحیح بخاری حدیث ۱۰۸۵، صحیح مسلم: ۶۹۰) ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آپ ﷺ مکہ کے سفر پر نکلے اور مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر عصر کی نماز قصر پڑھی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے مقام سے چھ میل کے فاصلہ پر قصر شروع کر سکتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب سفر کے لئے نکلتے اور اپنے مستقر سے تین میل یا تین فرسخ (نو میل) کا فاصلہ طے کرتے تو دو رکعت پڑھتے۔ (صحیح مسلم، حدیث: ۶۹۰-۶۹۱)

اس حدیث میں راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے تین میل پر قصر فرمایا یا تین فرسخ پر، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور تین فرسخ نو میل ہوئے۔ امام شوکانیؒ مستقر سے نو میل کے فاصلہ پر قصر کے قائل ہیں۔ (نیل الاوطار)

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ جب ایک فرسخ سفر کرتے تو قصر فرماتے۔ اس سے انسؓ سے روایت کردہ مذکورہ حدیث کا شک دور ہو گیا جس میں کہا گیا کہ آپ تین میل یا تین فرسخ پر قصر فرماتے۔ اس میں وضاحت کے ساتھ یہ بات آ گئی کہ آپ ﷺ ایک فرسخ یعنی تین میل پر قصر فرماتے۔

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

کتنی مسافت پر قصر کر سکتے ہیں؟؟

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کے ہاں ۴۸ میل کے سفر پر قصر ہے، اس سے کم کے سفر پر قصر نہیں۔ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے ہاں ۵۴ میل کے سفر پر قصر ہے۔ (خلاصہ سورۃ النساء آیت ۱۰۱، تفہیم القرآن ج۱)

فضیلۃ الشیخ التویجری فرماتے ہیں: عرف عام میں جسے سفر کہتے ہیں، اس پر سفر کا اطلاق ہوگا، اس کے لئے کسی مسافت کی قید نہیں۔ (مختصر الفقہ الاسلامی)

مولانا محمد اقبال کیلانی ﷾ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قصر کی قطعی مسافت مقرر نہیں فرمائی۔ صحابہ کرامؓ سے ۹، ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۴۵ اور ۴۸ میل کی مختلف روایات منقول ہیں۔ مذکورہ روایات سے ۹ میل کی مسافت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (نماز کے مسائل مطبوعہ، ریاض، لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ چار بُرد (اڑتالیس میل) پر قصر کرتے اور بعض روزے بھی ترک فرما دیتے۔ (فتح الباری ج ۲، حافظ ابن حجرؒ)

مولانا مختار احمد ندویؒ فرماتے ہیں: آدمی جب کم از کم ۴۸ میل یعنی تقریباً ۶۱ کلومیٹر مسافت کا سفر کرے تو اس کو قصر کرنا چاہیے۔ (تعلیم الاسلام مطبوعہ الدار السلفیہ بمبئی)

قصر کتنی مدت تک؟

مولانا اقبال کیلانی ﷾ فرماتے ہیں: قصر کے لئے قطعی مدت بھی رسول اللہ ﷺ نے مقرر نہیں فرمائی۔ صحابہ کرام ؓ سے ۴، ۱۵ اور ۱۹ دن کی روایات منقول ہیں۔ ان میں سے ۱۹ یوم کی مدت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۹ دن سے زیادہ عرصہ قیام کا مصمم ارادہ ہو تو پوری نماز ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر کے دوران (ایک ہی جگہ) ۱۹ دن قیام فرمایا تو نماز قصر ادا فرمائی۔ لہٰذا ہم جب انیس یوم ٹھہرتے ہیں تو قصر نماز ادا کرتے ہیں۔ (نماز کے مسائل بحوالہ صحیح بخاری)

۱۹ دن سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو ۱۹ دن تک تو نمازیں قصر سے ادا کریں گے۔ ۱۹ دن کے بعد نمازیں قصر سے نہیں بلکہ پوری ادا کی جائیں گی۔ (صلوٰۃ الرسولؐ از مولانا صادق سیالکوٹیؒ)

فضیلۃ الشیخ السید السابق ؒ رقم طراز ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ نے تبوک میں بیس دن قیام فرمایا اور اس مدت میں قصر فرماتے رہے۔ (مسند امام احمد)

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ ہم نے سعد کے ساتھ شام کے بعض علاقوں میں چالیس دن تک قیام کیا، سعد اس میں قصر کرتے رہے۔

نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمرؓ آذربیجان میں برف کی وجہ سے راستے مسدود تھے تو چھ ماہ تک ٹھہرے رہے اور اس مدت میں دو دو رکعت پڑھتے رہے، یعنی قصر کرتے رہے۔

حفص بن عبیداللہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالکؓ شام میں دو سال تک رہے اور مسافر کی نماز پڑھتے رہے، یعنی قصر کرتے رہے۔

انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام نے ہرمز میں سات ماہ تک قیام کیا اور اس دوران نماز قصر کرتے رہے۔ حسن فرماتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن سمرہ کے ساتھ کابل میں دو سال رہا، وہ نماز قصر کرتے رہے۔ (الفقہ السنۃ ج۱)

سفر میں سنن ونوافل کا پڑھنا؟

سفر میں نبی ﷺ سے فرض نمازوں کے پہلے یا بعد سنن ونوافل کا پڑھنا ثابت نہیں۔ البتہ تہجد، وتر اور فجر کی دو رکعت سنت آپ ﷺ سفر میں بھی ادا فرماتے تھے۔ اسی طرح نوافل سفر وحضر دونوں میں پڑھنا مشروع ہے، جیسے وضو کی سنت، کعبۃ اللہ کے طواف کی سنت، تحیۃ المسجد اور چاشت وغیرہ کی نمازیں پڑھنا جائز ہیں۔

حضرت ابن عمرؓ نے بعض لوگوں کو سفر میں فرض نماز کے بعد نفل ادا کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے سنتیں پڑھنا ہوتیں تو میں فرض نماز کو مکمل پڑھتا (قصر نہیں کرتا) اے میرے بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا، آپ ﷺ دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ سفر میں رہا، وہ بھی دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا ذکر آیا تو فرمایا:

﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾

"تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین اسوہ ہے۔"

حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نفل ادا فرمائے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر نفل نماز پڑھتے تھے، خواہ اونٹنی کا رخ کسی بھی سمت ہوتا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس سلسلہ میں مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سفر میں نفل پڑھنے اور نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قصر کے بعض مسائل

جب مسلمان پیدل یا سوار، بری، بحری یا ہوائی سفر کرے تو اس کے لئے چار رکعتوں والی نمازوں کو قصر کر کے دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔

مسافر قصر کرنے کے بجائے اگر پوری نماز پڑھے تو بھی جائز ہے۔

نمازوں کے بعد مردوں اور عورتوں کو اذکار مسنونہ پڑھنا چاہئیں، خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں۔

ہوائی جہاز کے پائلٹس، گاڑیوں کے ڈرائیورز، کشتیوں کے ملاح یا ریل گاڑیوں کے ڈرائیورز جو مستقل سفر میں رہتے ہیں، وہ سفر کی سہولتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں، جیسے قصر کرنا، دونوں نمازوں کا جمع کرنا، روزہ نہ رکھنا اور تین دن اور تین رات موزوں پر مسح کرنا۔

سفر میں اعتبار مکانی ہے اعتبار زمانی نہیں، مثلاً اگر کوئی شخص حضر میں نماز نہیں پڑھ سکا اور اسے سفر میں یاد آیا تو اسے چاہیے کہ حضر میں چھوٹی ہوئی نماز کو سفر میں قصر سے ادا کرے اور اگر سفر کی نماز کو حضر میں یاد کرے تو اسے چاہیے کہ وہ نماز سفر کو حضر میں مکمل ادا کرے قصر نہ کرے۔

مسافر کسی وجہ سے سفر میں روک لیا جائے جبکہ وہاں رکنے کا ارادہ نہ ہو یا کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بغیر کسی مدت کی تعیین کی نیت سے قیام کرے تو وہ پوری مدت قصر کرے، اگرچہ قیام کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔

ہوائی جہاز، بحری جہاز، ٹرین، بسوں اور دیگر سواریوں میں طویل سفر ہو اور قبلہ رخ نماز پڑھنا ممکن ہو تو قبلہ رخ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور یہ ناممکن ہو تو جو بھی ممکن ہو اس طریقہ سے نماز قصر ادا کی جائے گی، یعنی بغیر قبلہ کی تعیین اور اپنی سیٹ پر ہی بیٹھ کر۔

باقی صفحہ 20 پر

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

تحریک ختم نبوت

تالیف

جناب ڈاکٹر محمد بہاؤالدین حفظہ اللہ

تحریر

جناب ملک عبدالرشید عراقی

برطانوی سامراج نے برصغیر میں اپنے دورحکومت میں مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، دین اسلام کو کمزور کرنے اور اس کے بنیادی احکامات کو مٹانے کے لئے قادیاں ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) سے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا۔ اس کو یہ سبق دیا کہ تم ایک ایسے مذہب کی اساس رکھو جس کا مقصد حکومت برطانیہ کی اطاعت ہو، جو مسلمانوں کی مذہبی رواداری اور قومی روایات کا خاتمہ کردے تاکہ حکومت مسلمانوں کی طرف سے مطمئن ہو جائے، وہ حکومت کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں اور کسی بھی صورت میں حکومت کی اطاعت سے انحراف نہ کریں۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فرنگی کے کہنے پر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ دی۔ اس نے مسلمانوں کو جل دینے کے لئے ''تبلیغ اسلام'' کا ڈھونگ رچایا اور ایک کتاب بنام ''براہین احمدیہ'' حصہ اول شائع کر کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کی۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے بتدریج مجدد اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد نبوت کا ذبہ کی کرسی پر براجمان ہوگیا۔

دعویٰ نبوت کے بعد اس قادیانی دجال نے کیا کیا گل کھلائے اور دین اسلام کو کس قدر نقصان پہنچایا، اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی اور ایسے ایسے کلمات اپنی کتابوں میں لکھے کہ کوئی شریف اور مثبت ذہن رکھنے والا اس کو اپنی زبان سے ادا نہیں کرسکتا۔ مرزا قادیانی نے یہاں تک کہہ دیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے اور خدا کے تمام پیغمبروں کی صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔'' اس کا اپنا شعر ہے ؂

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا کہ میں درجات و مراتب میں حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل ہوں ؂

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

جب مرزا قادیانی نبوت کاذبہ کی کرسی پر براجمان ہوا تو برصغیر کے علمائے اہلحدیث نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا۔ چنانچہ نامور اہلحدیث عالم مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ) مرزا قادیانی کے خلاف میدان عمل میں اترے اور زندگی بھر اُس کی تردید میں کوشاں رہے۔ اس کے دلائل کا تارپود بکھیرا، اور ہر محاذ پر اس کو ذلیل و خوار کیا۔

☆ براہ راست مرزا غلام احمد قادیانی سے مباحثہ کیا۔

☆ اس کو دعوت مباہلہ دی۔

☆ اس کے علم کلام کا پوسٹ مارٹم کیا۔

ان اقدامات کے بعد مولانا بٹالوی رحمہ اللہ نے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا کہ ایک مفصل باحوالہ استفتاء مرتب کیا جس میں اس کی کتابوں سے اس کے عقائد نقل کئے۔ سب سے پہلے یہ استفتاء اپنے استاد محترم حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے اس کا تفصیل سے جواب لکھا۔ استفتاء کا خلاصہ یہ ہے کہ استفتاء میں درج عقائد کا حامل اور اس کے پیروکار اہل سنت سے خارج ہیں۔ نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن کیا جائے۔

اس استفتاء پر برصغیر (متحدہ ہندوستان) کے تمام مسالک (اہلحدیث، احناف، بریلوی و دیوبند، شیعہ) کے دو سو علماء نے دستخط کئے اور یہ فتویٰ دیا کہ: مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے بعد فتنہ قادیانیت کی تردید کے لئے اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ) میدان عمل میں آئے۔ جیسا کہ مولانا امرتسریؒ خود فرماتے ہیں کہ:

میں کان پور سے فارغ ہوتے ہی اپنے وطن پنجاب پہنچا۔ مدرسہ تائید الاسلام امرتسر میں کتب درسیہ نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا۔ اس لئے اِدھر اُدھر سے ماحول کے مذہبی حالات دریافت کرنے میں مشغول تھا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں۔ انہی دنوں قریب میں قادیانی تحریک پیدا ہو چکی تھی جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس کے دفاع کے علمبردار مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی مرحوم تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانہ میں مناظرات کی طرف بہت راغب تھی۔ اس لئے تدریس کے علاوہ میں ان تینوں (عیسائی، آریہ، قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ ہوا۔ بفضلہ تعالیٰ میں نے کافی واقفیت حاصل کر لی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں قادیانی مخاطب کا نمبر اول رہا۔ شاید اس لئے قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہوگی۔ جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو، تو شاید یہ شعر پڑھتے ہوں گے ؂

آ کے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

(اہلحدیث امرتسر ۲۲ جنوری ۱۹۴۲ء)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے ساری زندگی اس فرقہ باطلہ کی تردید، اس کا قلع قمع کرنے اور اس کے عزائم کو ملیامیٹ کرنے میں صرف کردی۔ مولانا ظفر علی خاںؒ فرماتے ہیں ؂

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی اور اس کی امت کو اتنا زچ کیا کہ اس نے تنگ آ کر ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار شائع کیا، جس کا عنوان تھا:

مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ

مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا۔ میرے قلعہ کو گرانا چاہا، وغیرہ۔ اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔ کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا ان کے منہ سے نکلی اور قبولیت اسے لینے آگئی۔

www.ahlehadith.org

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

مولانا ثناء اللہ مرحوم نے یہ مباہلہ قبول کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ آف احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ لاہور کے مکان میں ہیضہ سے ہلاک ہوگئے اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ نے ۴۰ سال بعد ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں رحلت فرمائی۔

مولانا امرتسری رحمہ اللہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا
نامرادی میں ہوا اس کا آنا جانا

شیخ الاسلام مولانا امرتسری نے ۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو ہفت روزہ اخبار اہلحدیث جاری کیا۔ اس اخبار میں ہر غلط خیال کی اصلاح کی جاتی تھی۔ مخالفین اسلام کے اعتراض کا جواب دیا جاتا تھا اور ادیان باطلہ کا قلع قمع کیا جاتا تھا۔ یہ اخبار ۴۴ سال تک جاری رہا اور تقسیم ملک سے اس کی اشاعت بند ہوگئی۔

فتنہ قادیانیت کی تردید میں مولانا امرتسری نے ۱۹۰۷ء میں علیحدہ ایک ماہوار رسالہ ''مرقع قادیانی'' کے نام سے جاری کیا۔ اس رسالہ نے قادیانیت کے قصر سراب کی بنیادیں ہلا دیں اور اس کی کفرنواز و باطل طراز عمارت کو زمین بوس کردیا۔

اخبار اہلحدیث امرتسر میں قادیانی فتنہ کی تردید میں ایک مستقل عنوان ''قادیانی مشن'' ہوتا تھا۔ یہ مضمون کبھی مولانا امرتسری خود رقم فرماتے اور کبھی کسی دوسرے عالم دین سے لکھواتے۔

تحریک ختم نبوت (جلد ۱۴)

کا آغاز ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ نے علامہ سید رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) صاحب تفسیر المنار و مجلہ المنار اور علامہ مصطفیٰ الرافعی کے ذکر خیر سے کیا ہے۔ علامہ سید رشید رضا نے مرزا قادیانی کی ایک کتاب پر تبصرہ اپنے مجلّہ المنار میں کیا تھا۔ اس تبصرہ کو پڑھ کر مرزا قادیانی کا دماغ ماؤف ہوگیا اور ہذیان لکھنے لگا۔ اس تبصرہ کے جواب میں الہدیٰ کے نام سے عربی (مع اردو ترجمہ) ایک کتاب لکھ ماری، جس میں علامہ رشید رضا کو نشانہ تنقید بنایا۔ ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے اپنی اس کتاب (جلد ۱۴) میں علامہ سید رشید رضا کی نگارشات اور مرزا قادیانی کی تحریر سے چند اقتباسات نقل کئے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر بہاء الدین نے علامہ الرافعی کی ایک عربی نظم کتاب میں شامل کی ہے جو انہوں نے ۱۳۲۱ھ میں لکھی تھی۔ اس نظم میں علامہ الرافعی نے مرزا قادیانی کے عربی زبان و بیان اور اس کے دعاوی پر تبصرہ کیا ہے۔ دراصل یہ جلد تردید قادیانیت میں مضامین کا مجموعہ ہے اور ان مضامین میں تقریباً ۲۵ مضامین شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے تحریر کردہ ہیں جو اخبار اہلحدیث امرتسر سے نقل کئے گئے ہیں۔ یہ مضامین 'اہلحدیث امرتسر' کے بعد ابتدائی دور (۱۹۰۳ء تا ۱۹۱۰ء) کے ہیں اور ان مضامین میں زیادہ تر مضامین قادیانی مضامین کے جواب میں ہیں۔ جو قادیانی رسائل و اخبارات (الحکم، البدر، ریویو آف ریلی جنز) میں شائع ہوتے تھے۔ یہ مضامین قادیانی دجال کے نظریات کی اشاعت کرتے تھے اور مولانا امرتسری ان مضامین کا جواب اخبار اہلحدیث میں دیتے تھے۔

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار عادات و اخلاق کے اعتبار سے بہت گھٹیا انسان تھے۔ اپنے مخالفین کے بارے میں بڑی گندی زبان استعمال کرتے تھے۔ (اس کی شہادت مرزا قادیانی اور مرزائی مصنفین کی کتابوں سے مل سکتی ہے۔ اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔

امام العصر مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے ایک خط بنام حکیم نورالدین قادیانی کو ۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء کو لکھا جس میں بعض امور کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ حکیم نورالدین نے اس خط کا جواب نہ دیا تو مولانا سیالکوٹی نے ۲۹ جنوری ۱۹۰۹ء کو دوبارہ خط بطور یاددہانی بیگم نورالدین کو ارسال کیا۔ حکیم صاحب کی طرف سے مفتی محمد صادق کا خط محررہ ۵ فروری ۱۹۰۹ء مولانا سیالکوٹی کو موصول ہوا کہ پہلے خط (۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء) کی نقل دوبارہ بھیجی جائے۔ مولانا سیالکوٹی نے اس خط کی نقل بھیج دی لیکن کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی حکیم نورالدین قادیانی نے جواب نہ دیا۔

چنانچہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنا پہلا مکتوب (۲۰ ستمبر ۱۹۰۸ء) اخبار اہلحدیث امرتسر میں شائع کرا دیا۔ مولانا امرتسری نے مولانا میر سیالکوٹی کا مکتوب اخبار اہلحدیث میں شائع کردیا اور اس کے ساتھ ایک مختصر مضمون بعنوان ''قادیانی اخلاق'' بھی شائع کیا اور اس مضمون کا تعلق مولانا سیالکوٹی کے مکتوب سے تھا۔

شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ لکھتے ہیں: ہمارے ناظرین آگاہ ہوں کہ مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ جونہی کسی نے اعتراض کیا، آپ کپڑے سے باہر ہوکر لگے اس کو کوسنے۔ وہی حال اُن کی ذریت کا ہے۔ ہمارے مکرم برادر جناب مولوی حاجی حافظ محمد ابراہیم فاضل سیالکوٹی نے چند سوال خلیفہ قادیانی کی خدمت میں پیش کیے۔ سوالات کیا تھے، عالمانہ استفسار تھے۔ جب قلمی جواب نہ ملا تو آخر انہوں نے اہل حدیث میں شائع کرا دیئے، مقصد یہ تھا کہ قادیانی امت شرم کرتی۔ کہ جواب دینے میں کیوں غفلت ہوئی۔ بجائے اس کے فاضل موصوف کا نام رکھا۔ ''ملا ابراہیم'' یہ کہہ کر خوب ہی دل کے پھپھولے پھوڑے اور اپنے استاد کی سنت پر عمل کر کے ''انا خیر'' کا ورد کیا۔ جوابات کے متعلق تو ہم کچھ نہیں کہتے۔ نہ مولوی صاحب خود لکھیں گے۔ ہاں اتنا پوچھتے ہیں کہ ''ملا'' کے لفظ سے تمہاری مراد اگر افغانستان کی اصطلاح ہے یا الہ آباد یونیورسٹی کا سند یافتہ تو یہ لفظ کوئی حقارت آمیز نہیں مگر غالباً تمہاری مراد یہ نہیں کیونکہ تمہیں تو مولوی صاحب کی تحقیر شان منظور ہے۔

پس ہندی اصطلاح کے مطابق ملا وہ ہے جو علوم دینیہ سے کسی مسجد کا امام اور مسجد کی آمدنی پر گزر اوقات کرتا ہو، اس تعریف کے مطابق تم بتلا سکتے ہو کہ جناب فاضل سیالکوٹی کسی مسجد کے امام ہیں۔ ہاں ہم کہتے ہیں اور ہمارے اس کہنے کی تصدیق تمہاری سیالکوٹی جماعت کرسکتی ہے کہ مولوی صاحب گھر کے آسودہ حال ہیں۔ ان کے والد نے خود کئی ہزار روپیہ لگا کر بڑی نفیس اور بے مثال مسجد سیالکوٹ میں بنوائی ہے۔ اس کے امام بھی مولوی صاحب خود نہیں بلکہ مولوی حکیم خدا بخش صاحب ہیں۔ جن کا اپنا گزارہ بھی فن طبابت سے بہت عمدہ ہے، پھر بتلاؤ! یہ تمہارے اخلاق کیسے گرے ہوئے کہ بات بات پر جھوٹ بولتے ہو کہ تم ہی وہ لوگ جن کی بابت ''دجال اکبر'' نے لکھا ہے کہ میرے مرید ''اصحاب محمدؐ'' کے برابر ہیں۔ (دیکھو خطبہ الہامیہ ص ۱۵۱)

مگر ہاں تم لوگ بھی سچے ہو اور تمہارے پیر اور ہادی مسیح اور مہدی کی بھی یہی کیفیت تھی کہ جھوٹ بولنے سے اس کو کوئی امر مانع نہیں تھا۔ اسی طرح اُس نے میری بابت بھی ایک واقعہ لکھا تھا: دو دو آنوں پر وعظ کہنے والا،

www.ahlehadith.org

کفن فروشی سے گزارہ کرنے والا۔ (اعجاز احمدی ص ۲۳)

حالانکہ میں نہ کسی مسجد کا امام نہ وعظ گو نہ جنازہ خواں ہوا، نہ ہونے کی خواہش نہ توقع نہ شوق، بلکہ میری دعا ہے کہ خدایا میری اولاد میں بھی قیامت تک کسی کو ایسا نہ کرے مگر تمہارے گرو نے میری تحقیر شان کر کے تمہاری آنکھوں میں مٹی ڈالنے کو ایسا لکھا۔ کیا امرتسر کے مرزائی مرزا کے اس بیان کی تصدیق کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں پھر تم لوگ کسی عالم فاضل کی نسبت ایسے الفاظ لکھو تو کیا تعجب ہے، بلکہ نہ لکھنا تعجب ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۰ ستمبر ۱۹۰۹ء ص ۹) (تحریک ختم نبوت ۱۴/۵۲۶-۵۲۷)

تاریخ اہلحدیث اور تحریک ختم نبوت ڈاکٹر محمد بہاء الدین ﷫ کے لئے ذریعہ نجات ہوں گی۔ ان شاء اللہ العزیز

✿✿✿✿✿

بقیہ خطبہ حرم

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد، لوگو!

اللہ کا ایک ضابطہ یہ بھی ہے کہ جو کوئی بلندی اور رفعت کا خواہش مند ہو اس کے لیے ایک ہی راستہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اپنائے، کیونکہ نافرمانی اور بدعت کا راستہ ذلت کی طرف جاتا ہے۔ اسی طرح امت کا اتحاد نصرت کا باعث ہے اور اس کی تفریق وبال اور شکست کا ذریعہ ہے، جبکہ حصول علم کامیابی اور برتری کا سبب ہے۔

وہ امت جو علم حاصل کرتی ہے اور مال کے ساتھ ساتھ شعور اور کاموں کے سلیقے سے بہرہ مند ہوتی ہے وہ مضبوط ہوتی ہے، آگے بڑھتی ہے اور ترقی کرتی ہے۔ لیکن جو قوم جہالت، شعبدہ بازی اور کاہلی کو اپنا شعار بنا لے تو اس کا یقینی انجام زوال، پستی اور بالآخر تباہی ہوتا ہے۔

اللہ کے قوانین پر ایک نظر ڈالنے سے ہمارے لیے واضح ہوتا ہے کہ حالات امت اسلامیہ سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسی نسل تیار کرے جو مضبوط ایمان اور پختہ عقیدے والی ہو، جس کی سوچ حکمت پر مبنی ہو، جو بہادر ہو، جس کے پاس علم اور معرفت کا اسلحہ ہو، جو فرقہ بندی اور تفریق سے دور ہو اور جو نیکی، تقویٰ اور اللہ کے دین کو قائم کرنے پر متحد ہو۔

یہ بھی اللہ کا ضابطہ ہے کہ بڑے مقاصد محض خواہشات سے حقیقت کا روپ نہیں دھارتے بلکہ اللہ کے شرعی اور کونی قوانین کے مطابق ہی روپذیر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

تعزیتی اجلاس

عالم اسلام کی معروف شخصیت امام وخطیب کعبہ مشرفہ الشیخ عبدالرحمٰن السدیس حفظہ اللہ کے والد گرامی کے انتقال پرملال کے موقع پر ریاض کی جمعیت اہل حدیث کے قائدین اور کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔

حاضرین اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالمالک مجاہد، شیخ علی محمد ابوتراب اور دیگر مقررین نے مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

انہوں نے کہا: مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تمام کارکنان اور قیادت شیخ محترم کے غم میں برابر کی شریک ہے اور ہم سب دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن السدیس ﷾ کی امت مسلمہ کی بہبود و بہتری کے سلسلے میں کی جانے والی جہود کا ذکر کیا اور شیخ صاحب کی درازی عمر اور صحت وعافیت کے لیے بھی دعا کی۔

انہوں نے کہا: جس شخص نے اپنے بیٹے کی ایسی عمدہ تربیت کی کہ وہ عالم اسلام کے متفقہ امام اور رہنما بن گئے اور جن کی پرسوز تلاوت دلوں کی گہرائی میں اتر جاتی ہے، وہ شخصیت تعریف اور خراج تحسین کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اعلیٰ علیین میں اپنے خاص بندوں کے ساتھ جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

المرسل: قاری محمد اقبال، ریاض۔ السعودیہ

بقیہ مسائل نماز قصر

ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ سے کشتی میں نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کشتی کے ڈوبنے کا خطرہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ (صحیح الجامع الصغیر للالبانی ج ۳ حدیث ۳۶۷۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر سواری کو کوئی خطرہ ہو تو اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ہی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ سواری پر سوار کو قیاس کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب سوار کو نقصان کا خوف ہو تو کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر پڑھنا چاہیے، کیونکہ اسلام میں اپنی حفاظت کی بھی بڑی اہمیت ہے اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔) کا قاعدہ کلیہ بھی موجود ہے۔ عام طور سے ہوائی جہازوں، ٹرینوں اور کوچز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کرنا بھی مناسب نہیں، اس لئے کہ شریعت اسلامیہ میں جب اس کا متبادل موجود ہے تو بلاوجہ سواریوں میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے لئے بحث و تکرار یا جنگ وجدل کرنا مومن کی شان نہیں۔ لیکن جہاں یہ سہولت میسر ہو وہاں اس سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ سعودی ایئر لائن کی فلائٹس جو عمرہ اور حج کرنے والوں کو جدہ لے جاتی ہیں عموماً لوگ اس میں کھڑے ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں بلکہ نمازوں کے اوقات میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی ہوتی رہتی ہیں، واقعی یہ ایمان افروز مناظر ہیں جو اس مبارک سفر کے علاوہ کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتے۔

✿✿✿✿✿

الاسلام ڈائری ۲۰۱۴ء

بحمد اللہ الاسلام ڈائری 2014ء چھپ چکی ہے اور اس کی ترسیل بھی جاری ہے۔ جن حضرات نے اشتہارات کا زر اشاعت ارسال نہیں فرمایا وہ جلد بھیج دیں تا کہ ڈائریاں ارسال کرنے میں تاخیر نہ ہو۔ (شائقین آرڈر جلد بھیج دیں۔ شکریہ)

اہل حدیث پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور

042-37720257, 0321-6487892

0300-4478611

www.ahlehadith.org

تربیت اولاد...... چند گزارشات

تحریر: جناب مولانا عبدالوہاب

بچے کی تربیت سے متعلق ساری ذمہ داریاں مربی اسی وقت پوری کر سکتا ہے جب کہ وہ خود بچے کے لئے ایک پرکشش نمونہ ہو۔ وہ اپنی ذات کو اس قدر مثالی بنائے کہ بچہ غیر شعوری طور پر اس سے وابستہ رہنے میں مسرت محسوس کرے اور آہستہ آہستہ ان اصولوں کا خوگر ہو جائے جو مربی کا مقصد ہے اور جس سے دنیا اور آخرت میں مربی اور بچے دونوں کی سعادت اور کامرانی وابستہ ہے۔ ہم ذیل میں وہ اصول درج کر رہے ہیں جن کی پابندی مربی کے لئے ضروری ہے:

تقویٰ شعاری:

مربی کا اس روحانی صفت سے متصف ہونا شرط اول ہے۔ یعنی وہ اپنی زندگی کے مقصد، ذکر و فکر، رہن سہن، عبادات و معاملات اور دنیا کے تمام کاموں میں کھلے چھپے ہر طور پر اللہ کا خوف رکھے۔ صالح اعمال شرعی کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرے اور اس کے عذاب سے بچے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس صفت سے متصف ہونے کی تاکید کی ہے، ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا﴾ (الاحزاب:۷۰)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہا کرو۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (الحشر:۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو سوچتے رہنا چاہئے کہ کل کے لئے اس نے آگے کیا بھیجا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً ○ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق:۲-۳)

''جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور اللہ اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔''

نبی کریم ﷺ آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ سے ڈرو جہاں کہیں بھی رہو اور بدی کے بدلے نیکی کرو، یہ اسے ختم کر دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کرو۔ (احمد، حاکم، ترمذی)

آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تمہیں پسند ہے کہ وہ تمہارے ساتھ بھلائی کریں۔ (طبرانی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُواْ عِبَاداً لِّي مِن دُونِ اللَّهِ وَلَـكِن كُونُواْ رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ﴾ (آل عمران:۷۹)

''کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور علم اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ خدا کے علاوہ میرے بھی بندے بنو، ہاں تم کتاب اللہ کو پڑھو اور پڑھاؤ اور اللہ والے بنو۔''

اخلاص

تربیت کے جملہ امور خواہ ان کا تعلق بچے کے کھانے پینے اور جسمانی صحت سے ہو یا کسی کام کے کرنے یا روکنے یا سزا دینے سے ہو سب میں مربی کا خلوص شرط لازم ہے۔ یہ ایمان کی اساس اور اسلام کا مقصد ہے، اس کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں، اس کے بغیر بچے کی تربیت ناکام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاء رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَداً﴾ (الکہف:۱۱۰)

''پس جو کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو ایسا ہی ملے گا جیسی اس نے نیت کی۔ (بخاری)

آپ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ ان اعمال کے سوا جو خالص اسی کے لئے ہوں کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ (ابوداؤد، نسائی)

بچے کی تربیت میں مربی اپنے ارادے، کام اور بات کو اللہ کے لئے خالص کر دے۔ دنیا میں تربیت کے نیک ثمرات اسی سے حاصل ہوں گے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو اخلاص کی بنیاد پر قبول فرمائے گا۔

علم

شریعت اسلام نے بچے کی تربیت کے مکمل اصول دیئے ہیں، مربی کو ان اصولوں سے باخبر ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں ہر کام کے متعلق اسلام کے احکامات کا مخصوص مزاج ہے، اس لئے اسلام کے مخصوص مزاج سے آگاہ رہنے کے لئے مربی کو اسلام کا جامع تصور رکھنا ضروری ہے۔ وہ رہن سہن اور معاشرت کے اسلامی اصولوں سے آگاہ ہو، حلال و حرام کو سمجھتا ہو، اسلام کے اخلاقی اصولوں سے باخبر ہو، دیگر مذاہب و نظریات کی کمزوری اور ان کے تربیتی اصولوں کے نقص سے واقف ہو، تاکہ ایک دانشمند مربی کی طرح پورے یقین، علم اور اعتقاد کے ساتھ بچے کی تربیت اسلامی ہدایات و اصول تربیت پر کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الزمر:۹)

''کہہ دیجئے کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟''

نیز ارشاد ہے:

﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (المجادلہ:۱۱)

''اللہ تم ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا۔''

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

www.ahlehadith.org

صداقت:

مربی حضرات کو بچے کو جو بات سکھانی چاہیے وہ اس کے قول وفعل کے مطابق ہو، نیز مربی کا قول وفعل باہم تضاد سے خالی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: ۲-۳)

''اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے، یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو، اللہ کے نزدیک بڑے غضب کی بات ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے کسی حال میں صداقت شعاری کو ترک نہیں فرمایا، اس کے قائل قیصر روم، ابوجہل، ابوسفیان، روسا قریش، نضر بن حارث، آپ کے اقرباء اور تمام صحابہ تھے۔ (بخاری، ترمذی، ابن ہشام)

اسی صفت نے تمام عربوں کو آپ کی نبوت کا قائل اور آپ کا گرویدہ بنایا اور ہمیں آپ کی تابعداری کا شرف حاصل ہوا۔

حلم وعفو:

یہ ایک عظیم اخلاقی صفت ہے جو انسان کو معیاری بلندی بخشتی ہے، مربی اس صفت سے بچے کو خود سے مربوط رکھ سکے گا اور اسے تربیتی اصولوں کا خوگر کر سکے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (آل عمران: ۱۳۴)

''وہ غصہ دبا لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں احسان کرنے والے اللہ کو بھاتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

''اسے بھلے طریقے سے دفع کرو اس طرح وہ شخص کہ تمہارے اور اس کے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا گویا گرم جوش دوست ہے۔'' (فصلت: ۳۴)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ زور آور وہ نہیں جو کشتی میں کسی کو پچھاڑ دے بلکہ زور آور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر ضبط رکھے۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: آسانی کرو، سختی مت کرو، خوشخبری دو، متنفر مت کرو۔ (بخاری، مسلم)

آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی برتنے والا) ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

بچے کی تربیت کے کسی مرحلے میں اگر مربی ڈانٹ ڈپٹ یا سزا کو ضروری سمجھتا ہو تو شریعت کی طرف سے جائز حدود میں اسے اختیار ہے۔ اس میں غصہ بجھانے کا جذبہ نہیں بلکہ اصلاح کا جذبہ کارفرما ہونا ضروری ہے، اس طرح یہ سختی نرمی کا نعم البدل ہے۔

عدل ومساوات:

مربی کو بچوں میں عدل و مساوات کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات کا خمیر ہے اور دنیاوی زندگی میں اللہ کا مطلوب ہے۔ یہ اخلاقی صفت بچے کی مربی اور اسلامی تعلیمات سے گہری وابستگی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾ (الشوریٰ: ۱۵)

اور جیسا تجھے حکم ہے پختہ رہو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور کہو میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تو لوگوں میں عدل کروں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس معلم کو امت کے تین بچے تعلیم کے لئے ملے اور وہ ان میں مسکین بچے کو، غنی بچے کے ساتھ اور غنی کو مسکین کے ساتھ برابر نہ کرے، قیامت میں اس کا حشر خیانت کرنے والوں کے ساتھ ہوگا۔ (آداب المعلمین لابن سحنون)

بچے کی نفسیات کا علم

بچہ تربیت کے جس مرحلے میں ہو اس مرحلے میں بچے کی نفسی خصوصیات اور اس کی عقل اور فطری استعداد کا علم مربی کے لئے نہایت اہم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں سے ان کے علم کے مطابق بات کرو، کیا تم یہ پسند کرو گے کہ اللہ اور رسول جھٹلا دیئے جائیں۔

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ لوگوں کو وہ مقام دیں جس کے وہ مستحق ہیں۔ (مسلم، ابوداؤد)

اس طرح بچے کی فطری خصوصیات اور طبعی میلان کی رعایت کرتے ہوئے جائز حدود میں مربی اسے تربیت دے۔

احساس ذمہ داری

بچے کی جسمانی، نفسیاتی، ایمانی، اخلاقی، عقلی اور اجتماعی تربیت کے لئے مربی کو اپنی عظیم ذمہ داری کا ہر وقت احساس رکھنا ضروری ہے، ورنہ اس کی غفلت بچے کے لئے مضر ہوگی اور اس کو غلط راستے پر ڈال دے گی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: ۶)

''اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔''

﴿وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ﴾ (الصافات: ۲۴)

''اور روک لو ان سے پوچھا جائے گا۔''

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مرد راعی ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت راعی ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ فرماتے ہیں: اپنی اولاد اور اہل کو علم و ادب سے آراستہ کرو۔ (عبدالرزاق)

کسی باپ کا بچے کو عمدہ آداب سے آراستہ کرنے سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں۔ (ترمذی)

پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا امریکہ اور بھارت کا مشترکہ ایجنڈا ہے۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

ملک میں دہشت گردی کی لہر میں شدت ہماری غلامانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

لاہور: ۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنا امریکہ اور بھارت کا مشترکہ ایجنڈا ہے بدقسمتی سے افغانستان بھی پاکستان مخالف صفوں میں شامل ہو گیا ہے۔ ملک میں دہشت گردی کی لہر میں شدت ہماری غلامانہ پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ پرائی آگ میں اپنی فورسز کو جھونک کر مشرف اور زرداری نے جو غلطی کی نواز شریف اسے نہ دہرائیں۔ پوری قوم اغیار کی غلامی سے نجات چاہتی ہے۔ آپریشن آخری حل تاہم مذاکرات کی سنجیدہ کوششیں جاری رہنی چاہئیں۔ حکمران گومگو کی کیفیت میں ہیں۔ قوم اور سیاسی جماعتیں ان کو مینڈیٹ دے چکی ہیں۔ اب اس کے مطابق فوری فیصلہ کریں کہ مذاکرات کی میز سجانی ہے یا آپریشن......؟ اس کے بعد ایک لمحہ ضائع کئے بغیر عمل کر گزریں۔

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل............خیرات میں جُبہ و دستار نہیں ملتے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی وصوبائی وفد کا دورہ حافظ آباد

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا مرکزی وصوبائی وفد سینئر نائب ناظم اعلیٰ جناب مولانا محمد نعیم بٹ کی قیادت میں حافظ آباد پہنچا۔ وفد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب کے امیر پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، صوبائی ناظم میاں محمود عباس شامل تھے۔ جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں ضلع حافظ آباد کی مکمل کابینہ، ضلعی شوریٰ، تمام تحصیلوں کے ذمہ داران اور اہل حدیث یوتھ فورس واہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع حافظ آباد کے ذمہ داران وکارکنان موجود تھے جنہوں نے قائدین کا بڑا پرتپاک استقبال کیا۔ جامع مسجد مبارک اہل حدیث میں یہ تنظیمی اجلاس بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہوا جس کی صدارت ضلعی امیر جناب چوہدری عارف عزیز نے کی۔ اجلاس میں جماعت کی سابقہ کارکردگی کا جائزہ لیا گیا، جسے ہاؤس نے تسلی بخش قرار دیا۔

اجلاس میں امیر ضلع جناب چوہدری عارف عزیز نے معزز مہمانان گرامی، ذمہ دارانِ ضلع اور دور دراز سے آئے ہوئے کارکنان کو خوش آمدید کہا۔ اجلاس سے جناب مولانا محمد نعیم بٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جماعتی ومسلکی پالیسیوں کو فروغ دینا ہر کارکن کی ذمہ داری، مرکزی جمعیت اہل حدیث' پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے دن رات کوشاں ہے۔ آج الحمدللہ مرکزی قیادت کی پالیسیوں کی وجہ سے جماعت کو پاکستان سمیت دنیا بھر میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر اور ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کی مدبرانہ سیاست کی وجہ سے آج ملک کے ہر ایوان اور اہم فورم پر جماعت کی نمائندگی موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سال میں ایک بار ایک تہوار منانے والے نہیں بلکہ 365 دن کام کرنے والے لوگ ہیں اور وہی جماعتیں اور لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو ہر وقت دن رات کام میں مشغول رہیں۔ انہوں نے اس شعر سے حاضرین کے دلوں کو گرمایا اور اپنی گفتگو کا اختتام کیا۔

پنجاب کے امیر جناب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر اہل حدیث پر لازم ہے کہ وہ میدان میں آ کر اسلامی انقلاب کی اس تحریک میں حصہ ڈالے۔ یہ تبھی ممکن ہوگا جب ہم اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ منظم اور مربوط کریں گے۔ ہمارے اسلاف اسلام کے تابندہ ستارے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے خصوصی طور پر مولانا نصراللہ بھٹی کا تذکرہ کیا اور کارکنان سے کہا کہ وہ ان کی سرپرستی میں ضلع بھر میں کام کی رفتار کو تیز کریں۔ ان کے بعد پنجاب کے ناظم اعلیٰ جناب میاں محمود عباس نے اپنے خطاب میں کہا کہ اصل دین اہل حدیث کے پاس ہے۔ اہل حدیث ہی امت کے داعی اور فرقہ واریت کے خاتمہ کے امین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکمران اگر ملک میں امن قائم کرنے میں مخلص ہیں تو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر جناب پروفیسر ساجد میر کے امن فارمولا پر عمل پیرا ہو کر پورے ملک میں مذہبی رسومات کو چار دیواری تک محدود کریں۔

اجلاس میں مولانا نصراللہ بھٹی خصوصی طور پر تشریف لائے۔ اس موقع پر اہل حدیث یوتھ فورس وسطی پنجاب کے صدر جناب حافظ عمران تبسم نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے مختلف تجاویز پیش کیں جسے قائدین نے سراہا۔

اجلاس: مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا ابراہیم علوی، مولانا داؤد تتولی، مولانا رائے محمد جمیل اور اہل حدیث یوتھ فورس کے ذمہ داران جناب طارق مدنی، مولانا عباس چشتی، مولانا ثناء اللہ رحمانی، راشد حسین، ملک راشد، قاری عبدالرحمٰن شاکر، قاری خلیل احمد نے شرکت کی۔ اجلاس کے اختتام پر مہمانان ذی وقار اور تمام حاضرین کے لیے پرتکلف ضیافت کا اہتمام بھی کیا گیا۔ آخر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع حافظ آباد کے ناظم جناب مولانا محمد دین ندیم نے دوبارہ قائدین، کارکنان اور میڈیا کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆..........☆☆

خطبہ جمعۃ المبارک

مرکزی جمعیت تحصیل صفدر آباد کے زیر اہتمام جامع مسجد محمدی اہل حدیث ڈھاباں کلاں میں 31 جنوری 2014ء کا خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا حکیم محمد ابراہیم طارق امیر تحصیل صفدر آباد ارشاد فرمائیں گے۔

منجانب: محمد مشتاق چھینہ ناظم تبلیغ تحصیل صفدر آباد

اعلان تقرری

مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد کے سیکرٹری اطلاعات جناب حافظ محمود اعظم آبادی کو فیصل آباد میں ہفت روزہ ''اہلحدیث'' کا نمائندہ خصوصی مقرر کیا گیا ہے۔ وہ فیصل آباد میں ہفت روزہ ''اہل حدیث'' کی توسیع اشاعت کے لئے کام کریں گے۔ احباب جماعت وذمہ داران ان سے تعاون فرمائیں۔ ان کا رابطہ نمبر 0300-7230419 ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا محمد یوسف کی وفات پر اظہار تعزیت

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے نائب امیر مولانا محمد یوسف انور نے حضرت مولانا محمد یوسف کی وفات پر گہرے حزن وملال کا اظہار اور ان کی دینی وعلمی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مرحوم کے پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ہے۔

☆ مولانا محمد صدیق حسن خطیب بھومن شاہ، حافظ عبدالغفار صدیقی گجرات اور حضرت مولانا عبدالواحد سلفی ناظم ضلع گجرات نے تعزیتی پیغامات ارسال کئے ہیں اور مولانا مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ہے۔

مرکزی قائدین کے اعزاز میں اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کی طرف سے استقبالیہ

اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کی طرف سے دوبارہ بلا مقابلہ منتخب ہونے پر صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی اور جنرل سیکرٹری حافظ فیصل افضل شیخ کے اعزاز میں استقبالیہ کا پروگرام مورخہ 5 جنوری 2014ء بمقام جامع مسجد الفرقان اہل حدیث سیکٹر آئی نائن فور، اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث واہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد کے ذمہ داران واحباب اور حافظ عمران تبسم، حافظ منظور الٰہی اور نعمت اللہ ظفر نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر صدر اہل حدیث یوتھ فورس اسلام آباد نے مرکزی قائدین کو تنظیم کی کارکردگی اور اہداف کے بارے میں مکمل بریف کیا اور اس بات کا مکمل یقین دلایا کہ ہم ہر اُس معاملے میں جو تنظیم کی ترقی، فلاح وبہبود اور مسلک حقہ کے فروغ کیلئے ہو، اپنے مرکزی قائدین کے شانہ بشانہ چلیں۔

حافظ فیصل افضل شیخ نے کہا کہ A.Y.F اسلام آباد کی کارکردگی سن کر ہم مطمئن ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ان اہل حدیث یوتھ فورس کے شاہینوں کے کام میں مزید برکت عطا فرمائے اور اسی طرح راشد شیخ اور آصف حبیب کی قیادت میں مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اپنی ملازمتوں میں سے وقت نکال کر فی سبیل اللہ ان تنظیمی وفلاحی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔ شرکاء استقبالیہ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے ناظم چوہدری محمد یوسف سلفی، نائب ناظم ڈاکٹر محمد رفیق بھٹی، ناظم مالیات حافظ عابد الرشید، ناظم تبلیغ چوہدری محبوب احمد، ناظم اطلاعات ایم این اے سلفی، چوہدری محمد ارشد کے علاوہ A.Y.F اسلام آباد کے نائب ناظم مالیات حافظ ابوبکر صدیق، نائب سیکرٹری جنرل سید امتیاز احمد، سید شیراز حسن، رانا احسان الٰہی ظہیر ودیگر کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔

رپورٹ:۔ سید شاہنواز حسن، اسلام آباد

www.ahlehadith.org

مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے زیر اہتمام چوتھا علمی، فکری وتربیتی طلبہ کنونشن

رپورٹ: محمد ابرار ظہیر (صوبائی سیکرٹری اطلاعات)

طلبہ کسی بھی قوم کا اثاثہ ہوتے ہیں۔ ہر وہ قوم جو اپنے طلبہ پر نظر رکھتی ہے اور ان سے رابطے میں رہتی ہے وہ نہ صرف ملت کو بہترین ہیرے تراش کر دیتی ہے بلکہ پوری قوم کو کامیابی کے راستے پر چلا دیتی ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے قائدین نے بھی مدارس اہلحدیث کے طلبہ سے رابطے کا ایک سلسلہ بنام "علمی، فکری و تربیتی طلبہ کنونشن" شروع کیا۔ مورخہ 12 جنوری ضلع اوکاڑہ کے مدارس اہلحدیث کے طلبہ مدرسہ دار الحدیث اوکاڑہ میں جمع ہونا شروع ہوئے۔ قائدین مرکزیہ و پنجاب دار الحدیث میں تشریف لائے تو مولانا عبداللہ یوسف صاحب نے خوش آمدید کہا۔

تقریباً 11 بجے تلاوت قرآن سے چوتھے طلبہ کنونشن کا آغاز ہوا، نظم کے بعد راقم الحروف نے طلبہ کنونشن کی غرض وغائت بیان کی۔ طلبہ کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے لئے جماعت کے پلیٹ فارم پر ہونے والی جدوجہد۔ طلبہ کنونشن کیوں شروع کئے گئے اور ان کے اثرات وثمرات پر بھی بات ہوئی۔ اس کے بعد صوبائی نائب ناظم محترم طاہر شیخ نے استقبالیہ کلمات میں جہاں اوکاڑہ میں طلبہ کنونشن کے انعقاد پر قائدین پنجاب کا شکریہ ادا کیا وہاں طلبہ کو دور حاضر کے اہم فتنوں سے آگاہی کا پیغام بھی دیا۔

ان کے بعد ضلع اوکاڑہ کے امیر اور بزرگ عالم دین مولانا محمد ابراہیم خلیل کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے طلبہ کو اپنے اسلاف کے علمی کارناموں سے روشناس کروایا۔ اب میزبان کنونشن مولانا محمد عبداللہ یوسف کو دعوت خطاب دی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ" موجودہ دور میں اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کا مقابلہ حاملین دین کی ذمہ داری ہے اور طلبہ مدارس دینیہ ہی ان سازشوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔" ان کے بعد مولانا احمد یار صدیقی ناظم ضلع ساہیوال نے اپنے خطاب میں طلبہ کو اپنے ادارے، اساتذہ اور کتب کا احترام کرنے کی تلقین کرتے ہوئے دینی تعلیم کے حصول میں درپیش مشکلات کا خندہ پیشانی سے سامنا کرنے کی تلقین کی۔

ان خطابات کے بعد ضلع اوکاڑہ کے طلبہ کی دلچسپی اور کنونشن کو با مقصد بنانے کے لئے جناب طاہر شیخ کی تجویز پر فی البدیہہ تقریری مقابلے کا اعلان کیا گیا۔ دو منٹ کے دورانیہ کی تقریر میں قرعہ اندازی کے ذریعے موضوع کا انتخاب کرنا تھا۔ جیتنے والے طالبعلم کو دو ہزار روپیہ نقد انعام جناب طاہر شیخ نے ہی دینا تھا۔ سات مدارس کے طلبہ نے پورے جوش وخروش سے اس میں حصہ لیا۔ جناب طاہر شیخ نے ایک ایک پرچی پر ایک موضوع لکھا اور سب کے سامنے ٹیبل پر وہ پرچیاں رکھ دیں، شریک طلبہ اور ان کی تقریر کے عنوانات درج ذیل تھے

1) عبداللہ سلیم (جامعہ راجووال کمالیہ) اساتذہ کا احترام کامیابی کی دلیل۔

2) عبدالرؤف (جامعہ محمدیہ اوکاڑہ) میرا مسلک اہلحدیث۔

3) حافظ محمد عثمان (جامعہ محمدیہ اوکاڑہ) میری جماعت مرکزی جمعیت اہلحدیث۔

4) محمد رضوان (اسلامک ایجوکیشن سنٹر مہتا نوالہ) نماز راہ نجات ہے۔

5) محمد عدنان (جامعہ کمالیہ راجووال) اطاعت رسول ہی اطاعت الٰہی ہے۔

6) محمد لقمان (دار الحدیث اوکاڑہ) مقام والدین۔

7) محمد عدنان طاہر (اسلامک ایجوکیشن سنٹر مہتا نوالہ) فضائل قرآن۔

امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد اور ناظم تعلیمات پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے ججز کی ذمہ داری سنبھالی۔

تقریری مقابلے کے بعد پروفیسر ڈاکٹر محمد حمود لکھوی نے اپنے خطاب میں مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے قائدین کو مشنری جذبے کے حامل قائد قرار دیتے ہوئے طلبہ کنونشن جیسے عظیم عمل پر مبارکباد بھی دی اور آئندہ بھی اس طرح کے پروگرام جاری رکھنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد حفظہ اللہ کو خطاب اور تقریری مقابلے کے نتائج کے اعلان کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے اسے ایک مشکل مقابلہ قرار دیتے ہوئے طلبہ کی جرأت کو خراج تحسین پیش کیا اور آئندہ بھی طلبہ سے اسی کارکردگی کے تسلسل کی امید رکھتے ہوئے نتائج کا اعلان کیا۔

اسلامک ایجوکیشن سنٹر مہتا نوالہ کے طالبعلم محمد رضوان نے پہلی، دار الحدیث اوکاڑہ کے محمد لقمان نے دوسری اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کے حافظ محمد عثمان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ جناب طاہر شیخ نے تینوں طالب علموں کے لئے بالترتیب 2 ہزار ایک ہزار اور پانچ سو روپے نقد دینے کا اعلان کیا۔ جب کہ ناظم پنجاب نے تمام شرکائے مقابلہ کو دو سو روپے فی کس دینے کا اعلان کیا۔

نتائج کے اعلان کے بعد ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے مدارس اور طلبہ واساتذہ، مدارس کے فضائل، اہمیت اور خدمات کا تذکرہ انتہائی دلنشیں انداز میں کرتے ہوئے طلبہ کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اگر آج علمی کسمپرسی کا شکار ہیں تو یہ ہمارا اپنا ہی قصور ہے، دینی مدارس کے طلبہ اصل دین کے محافظ ہیں، طلبہ کو اپنی حیثیت، اہمیت اور عظمت کا اندازہ کرنا ہوگا۔

ان کے بعد ناظم پنجاب محترم میاں محمود عباس نے طلبہ سے انتہائی ولولہ انگیز خطاب کیا۔ انہوں نے طلباء کو بتایا کہ ہمارے اس کنونشن کا مقصد آپ سے رابطہ اور آپ کی صلاحیتوں سے استفادہ ہے۔ ہم آپ کے کردار کی روشنی کو جلا بخشنا چاہتے ہیں، آپ کی صلاحیتوں سے جماعت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے فیصل آباد اور لاہور کی طرح اوکاڑہ کے مدارس کے طلبہ کے لئے بھی "میں نے طلبہ کنونشن سے کیا سیکھا" کے عنوان پر مقابلہ مضمون نویسی کا اعلان کیا۔

اب امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد صاحب کو دعوت خطاب دی گئی، انہوں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ اور طلبہ کو مخاطب ہو کر کہا کہ" آپ اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھیں، کیونکہ آپ دنیا کے بہترین انسان ہیں کیونکہ یہ اعزاز آپ کو نبی کریم ﷺ نے "خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ" فرما کر دیا ہے۔ آپ کیلئے سمندر کی مچھلیاں، فضاؤں کے پرندے اور جنگلوں میں درندے دعائیں کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کے طلبہ کو اپنے اندر احساس تفاخر پیدا کرنا چاہئے، سستی کاہلی کو دور کرکے چست اور بھرپور ذمہ دارانہ زندگی گزاریں۔

امیر پنجاب کے خطاب کے بعد طلباء میں انعامات کی تقسیم اور سوال وجواب کی نشست ہوئی، جس میں سرپرست پنجاب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب، مولانا محمد عبداللہ یوسف صاحب اور مولانا قاری احمد یار صدیقی صاحب نے تقریری مقابلے میں اول دوئم سوئم آنے والوں کو نقد انعامات دیئے جبکہ پندرہ سوال جو پروگرام ہی سے متعلقہ تھے ان پر بھی 1500 روپیہ نقد انعام دیا گیا جس سے طلبہ میں ایک جوش وخروش پیدا ہوا۔ آخر میں مرکزی سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب نے طلبہ سے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے پہلے منتظمین کے لئے دعائے خیر فرمائی اور پھر فرمایا کہ "روزانہ تھوڑی تھوڑی واقفیت کے مجموعے کا نام علم ہے، اگر ہم علم کے بیج بولیں تو عمل کے پھول کھلتے ہیں، علم طالب علم کے لئے تھرمامیٹر ہے، جس سے اسے حلال و حرام کی تمیز ہوتی ہے۔ جناب بٹ صاحب نے بہت اخلاقی و معاشرتی مثالیں دے دے کر طلبہ کے دلوں میں علم کی شمع جلائی، طلبہ کو جماعت سے منسلک رہنے، جماعتی کارکردگی سے آگہی کے لئے ہفت روزہ اہلحدیث کے مطالعے کی ترغیب دلائی۔ یوں پروگرام کو اختتام تک پہنچاتے ہوئے جناب بٹ صاحب نے دعائے اختتام فرمائی۔

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

ناظم اعلیٰ سندھ کا دورۂ اندرون سندھ

پچھلے دنوں ناظم اعلیٰ سندھ، پروفیسر مولانا محمد ابراہیم طارق اپنے گاؤں جاتے ہوئے نیوسعید آباد کا دورہ کیا۔ شیخ صاحب سیراچوں کا کا تشریف لائے، وہاں پرانہوں نے ناظم ضلع ٹمیاری حافظ زبیر احمد کا کا سے ملاقات کی اور ضلع ٹمیاری میں جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ اس ملاقات میں ناظم مالیات ضلع ٹمیاری، مولانا منصور احمد اور حافظ بقا کا کا اور راقم بھی موجود تھے۔

المرسل:۔ حافظ صلاح الدین کا کا ناظم تحصیل نیوسعید آباد

مقابلہ مضمون نویسی

پاک انسٹیٹیوٹ فار پیس سٹڈیز کے زیر اہتمام دینی مدارس کے طلباء کے مابین مقابلہ مضمون نویسی......

موضوعات: ☆بچوں کی تعلیم میں والدین کی ذمہ داری، ☆عہد حاضر کا استاد، ایک جائزہ، ☆اسلام میں تعلیم کی اہمیت، ☆مدارس میں عصری علوم، ☆میری ذاتی زندگی میں تعلیم حاصل کرنے کے فوائد، ☆ملکی نظام تعلیم کو درپیش چیلنجز اور حکومت کی ذمہ داریاں، ☆اسلام میں استاد کا مقام ومرتبہ، ☆علم کے فروغ میں علمائے کرام کا کردار۔

اہم نوٹ: مضمون ارسال کرنے کی آخری تاریخ 11 فروری 2014ء ہوگی۔ مضمون درجہ ذیل ای میل یا پتہ پر ارسال کیے جا سکتے ہیں۔ پوسٹ بکس نمبر 2110 جی پی او اسلام آباد

، Pips@san-pips.com

rathorepips@gmail.com

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں: مجتبیٰ احمد راٹھور

0301-5183354, 051-2613911

تنظیمی میٹنگ

مرکزی جمعیت اہل حدیث یوتھ فورس سیکٹر ترکھنی بنگلہ کی ماہانہ میٹنگ 2 جنوری 2014ء جمعرات صبح دس بجے جامعہ اسلامیہ اڈا ترکھنی میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حافظ عبدالعزیز ربانی نے کی۔ بہت سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات ہوا۔

رپورٹ:۔ قاری بلال شاد نائب صدر A.Y.F تحصیل عارفوالہ

تنظیمی رابطہ

5 جنوری کو حافظ صفوان احمد فاروقی جنرل سیکرٹری A.S.F ضلع لاہور نے اپنے وفد کے ہمراہ لاہور کے مختلف علاقوں ٹھوکر نیاز بیگ چونگی امرسدھو، وفاقی کالونی اور جوہر ٹاؤن کا دورہ کیا اور ساتھیوں کی مشاورت سے محمد عمر فاروق کو آرگنائزر A.S.F چونگی امرسدھو نامزد کیا۔

منجانب:۔ شعبہ نشر واشاعت A.S.F ضلع لاہور

بانی الجامعۃ: حضرت مولانا حافظ عبدالرزاق سعیدی رحمہ اللہ

امارت: مولانا ساجد منیر صاحب حفظہ اللہ

نظامت: فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالکریم صاحب حفظہ اللہ

زیر صدارت: حضرت مولانا حافظ عبدالحمید عامر صاحب

زیر سرپرستی: صاحبزادہ قاری زاہد محمود سعیدی صاحب

جامعہ معہد رحمانیہ
45 سالانہ اہل حدیث کانفرنس
10 11 اپریل 2014
نماز ظہر سے لے کر جمعرات، جمعہ خطبہ جمعہ تک

11 اپریل کا خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب حفظہ اللہ ارشاد فرمائیں گے

بمقام: دارالعلوم رحمانیہ اڈا لاریاں فاروق آباد

صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی خادم الجامعہ
دارالعلوم رحمانیہ جامعہ رحمانیہ للبنات اڈا لاریاں فاروق آباد
0333-4278240
0334 4074008 0333 4122329

دعوت اہلحدیث کانفرنس

29 جنوری 2014ء بروز بدھ بعد نماز عشاء
مرکز اہلحدیث برکت ٹاؤن نور شاہ روڈ، ساہیوال

خطابات:
سید عتیق الرحمٰن شاہ کشمیری (راولپنڈی)
حافظ محمد یوسف پسروری
پروفیسر عبدالرزاق ساجد فاضل مدینہ یونیورسٹی
علامہ محمد یحییٰ عارفی (لاہور)

زیر صدارت: ڈاکٹر شاہد اقبال ظہیر

زیر سرپرستی: شیخ عبدالرشید راشد

خصوصی کاوش: جناب عمران علی بھائی، جناب محمد بلال، جناب محمد امین، جناب حسنان احمد، جناب یونس بھولا، جناب نعمان احمد

الی الداعی الخیر
انتظامیہ مرکز اہلحدیث برکت ٹاؤن نور شاہ روڈ ساہیوال
خصوصی تعاون: امام بخاری اسلامک ریسرچ سنٹر

طب یونانی میں علاج کا ۲۵ سالہ تجربہ

مؤثر، بے ضرر اور قیمتی جڑی بوٹیوں سے (بفضل اللہ تعالیٰ) مجرب، کامیاب اور شافی علاج امراض معدہ وجگر، مردانہ وزنانہ بانجھ پن، ذیابیطس اعصاب اور جوڑوں کا درد۔

دوسرے شہروں کے لیے ادویات بذریعہ پارسل کا انتظام ہے۔

ملاقات کا وقت صبح 9 تا 1 بجے شام 5 تا 9 بجے

رابطہ: طلحہ دواخانہ، مین مسکین پورہ روڈ مغلپورہ لاہور
حکیم عبدالرشید (گولڈ میڈلسٹ) 0321-8804460

www.ahlehadith.org

ضرورت اساتذہ

بلال اسلامک سینٹر میں شعبہ حفظ کیلئے مندرجہ ذیل اہلیت کے حامل اساتذہ کی ضرورت ہے:

اہلیت: ☆سبعہ وعشرہ کا قاری۔ ☆خوبصورت آواز۔ ☆منزل پختہ۔ ☆درسِ نظامی۔ ☆کم از کم 3 سالہ شعبہ حفظ کا تجربہ ہو۔ ☆شادی شدہ ☆عصری تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔

سہولیات: ⊙ -/20,000 روپے تنخواہ + کھانا + سنگل رہائش ⊙ ہر سال 15 فیصد تنخواہ میں اضافہ ⊙ ابتدائی علاج معالجہ کی سہولت۔ ⊙ چار سالہ ایگریمنٹ

ٹیسٹ برائے تقرری: مورخہ 20 فروری 2014ء کو مرکز ہذا میں ٹیسٹ برائے تقرری ہوگا۔ خواہش مند افراد 15 فروری سے پہلے پہلے اپنے کاغذات نیچے دیئے گئے ایڈریس پر جمع کروائیں۔

برائے رابطہ: ناظم ادارہ قاری احسان اللہ احسان جامعہ بلال اہل حدیث ابوالخیر روڈ دوساکو چوک سکیاں بائی پاس لاہور

0321-9622936, 042-37902205

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804,4226706-0300-6430029

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مولانا پیر فیض اللہ شاہ چشتی کا انتقال پر ملال

کلیانہ ضلع پاکپتن کے زمیندار اور عالم دین، جماعت کے پرانے کارکن حضرت مولانا پیر فیض اللہ چشتی 2 جنوری بروز جمعرات صبح چار بجے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ضلع بہاولنگر ضلع پاکپتن، ضلع ساہیوال و اوکاڑا، جہانیاں، عارف والا ومضافات سے سیکڑوں احباب شریک ہوئے اور دارالحدیث اوکاڑا کے جملہ اساتذہ و طلبہ شریک ہوئے۔ پسماندگان میں چار بھائی پیر عبدالعزیز، پیر محمد ابراہیم، پیر محمد اسمٰعیل پیر محمد طفیل، تین بیٹے، پیر سیف اللہ، پیر نصر اللہ، پیر ضیاء اللہ اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی دینی اور سماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ ادارہ کی انتظامیہ اساتذہ وطلبہ ان کے پسماندگان کے غم میں شریک ہیں۔ رابطہ کیلئے ان کے بیٹے سیف اللہ شاہ کا نمبر 0302-4107415 ہے۔

شریک غم: عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث اوکاڑا

0312-4403173

حافظ شرافت علی کے نانا جان اور حافظ عبدالحسیب گلفام کے دادا جان مولانا کرم الٰہی محمود کوٹ قتل گڑھی قصور رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔

رابطہ نمبر: 0333-4924724, 0333-4939276

سلفی نوجوانوں کے جذبات کی آئینہ دار
الاحسان ڈائری 2014
دستیاب ہے
قیمت صرف -/220 روپے
پہلے سے زیادہ معیاری
صبح وشام کے اذکار اور روزمرہ کی مسنون دعائیں
سیرت وکردار کی تعمیر کے لئے موثر رہنمائی
صفحہ بہ صفحہ آیات واحادیث کی مہک
طہارت وضو اور نماز کا مسنون طریقہ
خوبصورت اور دیدہ زیب

106 راوی روڈ لاہور
Ph: 0423-7729933
email: ayfp106@yahoo.com
www.facebook.com/ayf106
اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان

تبوک ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
لائسنس نمبر: 5282
احباب جماعت کے لیے خصوصی رعایت
عمرہ گروپ
10 15 21 دن کے معیاری پیکیجز
خوبصورت اور قریب ترین ائر کنڈیشنڈ ہوٹل کی رہائش
تیز ترین عمرہ ویزہ سروس / ملکی وغیر ملکی ایئر لائنز کے سستے ترین ٹکٹ
چیف ایگزیکٹو حافظ عبدالحفیظ مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی)
مینیجر: حماد مدنی 0333-4005913
آفس نمبر 8، فرسٹ فلور، 25۔ ابرار سینٹر وحدت روڈ لاہور
0322-6662333/0302-4580611/0423-7536747

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش
مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔
گولڈن
نام ہی کافی ہے
ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)
مساجد کے لئے خصوصی رعایت
U.P.S امپورٹڈ بھی دستیاب ہیں۔
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

جوہر نایاب
جدید طبی ریسرچ
مایوس ہونا گناہ ہے۔
بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔
قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
0345-6213064

www.ahlehadith.org
منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فور کلر رنگین خوبصورت مدلل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ زیر تقسیم ہے۔

(1) کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ (ایک سوال کی 10 شکلیں)

(2) نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت

(3) اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

(4) نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات

(5) اثباتِ رفع الیدین

(6) سورۂ فاتحہ خلف الامام

(7) آمین بالجہر کا ثبوت

ملک کی تمام مساجد اہل حدیث کے منتظمین اور دینی اداروں کے سربراہان مذکورہ بالا مکمل سیٹ منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے اپنے زیر انتظام مساجد و مراکز میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ بہترین اور مؤثر ذریعہ ہے۔ (رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک)

نوٹ: فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت میں ڈاک خرچ بھی ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت عطائی معالجین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے۔ میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی بواسیر ہو اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ بھی کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور تیز ابیت بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے جگر کی تحریک میں گھی کا کھانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و نظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران کم از کم ایک لاکھ ملکی و غیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں دوا ایوارڈ اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدانخواستہ آپ یا آپ کا جاننے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفائے کاملہ و عاجلہ ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور دوائی نہیں ہے، کوئی زہریلی دوائی نہیں ہے، کوئی کشتہ شدہ دوائی نہیں ہے، کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں۔

1	شوگر	11	خواب میں ڈرنا	21	کمی خون	31	بواسیر	41	السر	51	اماس
2	سلسل البول	12	بول بستری	22	بال گرنا	32	اعضاء کا سن ہونا	42	کولیسٹرول	52	یرقان
3	سوزاک	13	نکسیر	23	بال سفید ہونا	33	کیرا	43	تقطیر البول	53	استسقا
4	بے خوابی	14	دمہ	24	بال چر	34	مالیخولیا	44	امراض زنانہ	54	دل میں سوراخ
5	موٹاپا	15	قبض	25	گنجاپن	35	ٹینشن	45	امراض مردانہ	55	بے اولادی زنانہ
6	نزلہ	16	وجع المفاصل	26	مہرے ہل جانا	36	رعشہ	46	پیپ سیل	56	بے اولادی مردانہ
7	رال بہنا	17	تحجر المفاصل	27	تشنج و کزاز	37	مرگی	47	ضعیف جگر	57	ہیموفیلیا
8	صلیبہ	18	گنٹھیا	28	برص	38	دل کا دورہ	48	ضعیف قلب	58	لیکوریا
9	لکنت	19	عرق النساء	29	رسولیاں	39	اپھارہ	49	ضعیف دماغ	59	تھیلیسیمیا
10	خصیتہ	20	ذیابیطس	30	ٹی بی	40	بلڈ پریشر	50	جنون	60	نامردی

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پہلے بھیجیں۔

☆ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔

☆ شناختی کارڈ نمبر 35103-1466875-3

☆ اکاؤنٹ نمبر حبیب بنک (عمر آباد) 13487900227901

☆ اکاؤنٹ نمبر میزان بنک (چونیاں) 7001-0101053034

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد تحصیل چونیاں ڈویژن لاہور فون: 0345-7545119, 0313-7545119

www.ahlehadith.org

اعلان داخلہ 2014

بلال اسلامک سنٹر

کیا آپ چاہتے ہیں کہ

آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ مڈل کا سرٹیفکیٹ حاصل کرے؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ القرآن کے ساتھ آخری 3 پاروں کا ترجمہ بھی جانتا ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ 100 احادیث کا حافظ ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ تجویدی قواعد کا بنیادی علم رکھتا ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ سپوکن انگلش میں بنیادی مہارت رکھتا ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ اخلاق و تربیت کا عملی نمونہ ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حفظ کے ساتھ MATH کا بنیادی علم رکھتا ہو؟ ☆ آپ کا بچہ حرمین کے لہجے میں قرآن پڑھے؟ ☆ آپ کا بچہ کمپیوٹر کا بنیادی علم جانتا ہو؟ ☆ اگر آپ کا جواب یقیناً ہاں ہے تو پھر دیر کس بات کی

ادارہ ہذا کی خصوصیات

حفظ + مڈل سمسٹر سسٹم ☆ سپوکن انگلش کا عملی اجراء ☆ 100 احادیث زبانی یاد ☆ آخری تین پارے بمعہ ترجمہ ☆ ماہانہ بزم ادب نماز عشاء کے بعد ایک طالبعلم کا اردو، انگلش میں حدیث بیان کرنا ☆ ماہانہ ٹیسٹ رپورٹ + ڈیلی رپورٹ سسٹم ☆ ہر طالب علم کا 4 سالہ تعلیمی ریکارڈ ☆ ہر ماہ والدین کو سکول + حفظ کی تعلیمی ٹیسٹ رپورٹ سے آگاہ کرنا ☆ آڈیو لیب اور کمپیوٹر لیب کی سہولت ☆ لہجوں کے لیے پاکستان کے معروف قراء کرام کی خدمات

عالیشان بلڈنگ

4 سالہ حفظ و مڈل پروگرام

داخلہ محدود نشستوں پر ہوگا

سہولیات

بہترین ہاسٹل، جنریٹر اور معیاری کھانا ☆ سکول کی کتابیں ☆ علاج معالجہ کیلئے ادارہ کا اپنا ہسپتال ☆ فیس اور داخلہ فیس کے بغیر چار سالہ تعلیمی دورانیہ

داخلہ شرائط

بچہ پرائمری پاس ہو ☆ ناظرہ قرآن پڑھنا جانتا ہو ☆ حتمی داخلہ انٹری ٹیسٹ کے بعد کیا جایگا ☆ داخلہ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہوگا ☆ داخلہ فارم یکم فروری سے 15 فروری تک وصول کیا جائے گا ☆ 25,26,27 فروری بروز بدھ، جمعرات، جمعہ صبح 10 بجے انٹری ٹیسٹ منعقد کیا جائے گا 2 مارچ بروز اتوار 11 بجے رزلٹ آویزاں کر دیا جائے گا ☆ صرف کامیاب طلباء کو داخلہ دیا جائے گا ☆ انٹری ٹیسٹ میں حفظ القرآن 5th کلاس کے سلیبس کا جائزہ لیا جائے گا

برائے رابطہ

پرنسپل ادارہ بلال اسلامک سنٹر ابو الخیر روڈ دوساکو چوک نزد کوٹ عبدالمالک لاہور

042-37902205
0321-9622936

منہج سلف پر قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت کی علمبردار، مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.ahlehadith.org

Weekly **AHL- E - HADITH**
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE :www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office: 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257
Paigham Tv:042-37722876

ہم

اظہار تشکر

اہلِ توحید آباد گلیات

رئیس جامعہ سلفیہ و محسن گلیات

صاحبزادہ میاں نعیم الرحمٰن طاہر (مرحوم)

کی **اہلیہ محترمہ** کی جانب سے اہل علاقہ کیلئے
ایمبولینس عطیہ کرنے پر انتہائی مشکور وممنون ہیں۔

دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی
اس عمل کو شرف قبولیت عطاء
فرمائے اور ان کے مرحوم شوہر
کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

منجانب

مولانا محمد فاروق

امیر و اراکین مرکزیہ و
اراکین اہلحدیث یوتھ فورس
توحید آباد گلیات ضلع ایبٹ آباد